

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بیالیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 06 اگست 2021ء بروز جمعہ المبارک بمطابق 26 ذوالحجہ 1442 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
13	وقفہ سوالات۔	2
27	توجہ دلاؤ نوٹس۔	3
29	رخصت کی درخواستیں۔	4
30	کل ایوان کی مجلس کی تشکیل۔	5
38	مشترکہ مذمتی قرارداد منجانب جناب اصغر خان اچکزئی اور محترمہ شاہینہ کاکڑ، اراکین اسمبلی	6
70	قرارداد نمبر 116 منجانب:- جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی۔	7
70	قرارداد نمبر 117 منجانب:- میرزا بدلی ریکی، رکن صوبائی اسمبلی۔	8

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) -- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 06 اگست 2021ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 26 ذوالحجہ 1442 ہجری،
بوقت شام 06 بجکر 35 منٹ زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی
ہال کونٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَاقْمِ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ط فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ

اللّٰهِ ط ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ط وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ

وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ

فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ط كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾

﴿پارہ نمبر ۲ سورۃ الروم آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی
تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا لیکن
اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ سب رجوع ہو کر اس کی طرف اور اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز
اور مت ہو شرک کرنے والوں میں۔ جنہوں نے کہ پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان
میں بہت فرقے ہر فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی میر اسد صاحب، میر اسد صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): جناب اسپیکر میں فاتحہ کے لئے کہہ رہا ہوں۔
جناب اسپیکر: ہاں فاتحہ کے لئے۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر! ملک عبید اللہ کا سی صاحب جو ہماری پارٹی کے مرکزی سنٹرل کمیٹی کے ممبر تھے جن کو 20 جون کو اغوا کیا گیا۔ اغوا برائے تاوان کے لئے اُن سے پیسے مانگے گئے تھے۔ لیکن ان کو اتنے تشدد اور بیدردی اور بے رحمی سے شہید کیا گیا۔ کل ہم نے ان کا جنازہ پڑھا۔ آج ہم فاتحہ پڑھتے ہوئے ہیں تو میں آپ سے request کرتا ہوں کہ ان کے حق میں دُعا کی جائے اور باقی جو تفصیلی بات ہے۔ وہ ہم ان کی قرارداد کے موقع پر بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی جو پنجگور میں جو بچہ اسد صاحب نے کہا تھا وہ وہاں اسکو شہید کیا گیا۔ اُس کے لئے بھی دُعا کی جائے۔

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر! سابق وزیر تعلیم محترمہ پری گل آغا صاحبہ کی والدہ انتقال کر گئی ہیں اُن کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: جی میر اسد صاحب کو فلور دیا ہے پھر آپ کو دیں گے۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر سماجی بہبود): thank you جناب اسپیکر صاحب۔ میں پوائنٹ آف پبلک امپارٹنس رول نمبر 201 پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! 02 تاریخ کو پنجگور میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے جس سے انسانیت کا پیمانہ لرز اُٹھتا ہے معصوم شہید چار سال کا چھوٹا سا بچہ ہے۔ وہ صبح سویرے اپنے گھر کے سامنے کھیل رہا تھا، ایک موٹر سائیکل والا وہاں آیا اور اس کو زبردستی اُٹھایا، جب اس نے چیخا تو اُس کے گھر والے اور علاقے کے لوگ نکل گئے گلیوں میں اس کا پیچھا کرتے ہوئے شور مچاتے ہوئے دوسری گلی میں انہوں نے دیکھا اس بچے کے سر پر انہوں نے ایک بلاک مارا اور اس کے چھیتڑے اُڑ گئے۔ چار سال کا بچہ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج میں اس کا کیس اس عظیم اور عوامی عدالت میں پیش کر رہا ہوں۔ اس لئے اس کو میں عوامی عدالت کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان کے ایک کروڑ بیس لاکھ عوام کے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اس فورم پر قانون سازی ہوتی ہے۔ یہ legislative دارہ ہے یہاں legislation ہوتی ہے یہاں اس کے بعد یہ

باقی عدالتیں اس پر عملدرآمد کرتی ہیں اس معصوم کا قصور کیا تھا؟ جناب اسپیکر صاحب! اس کی روح مجھ سے اور آپ سے سوال کر رہی ہے، پاکستان کے چیف جسٹس سے سوال کر رہی ہے۔ تو ہم جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم سب سے یہ سوال کر رہی ہے، سوال یہ ہے کیا مجھے اس ملک میں انصاف مل سکتا ہے؟ کیا میرے قاتل گرفتار ہو سکتے ہیں، کیا میری ماں کی جو آنسو ٹپک رہے ہیں، ان کو پونچھنے کے لئے انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ جناب اسپیکر صاحب! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس ملک میں چیزیں صحیح کیوں نہیں ہو رہی ہیں؟ اس لئے کہ اس ملک میں انصاف بک جاتا ہے ضمیر بک جاتا ہے۔ یہ جو محلوں میں بیٹھے ہوئے جو فیصلے کئے جاتے ہیں۔ ایک دن یہ زمین بوس بھی ہو جاتے ہیں۔ ہم تقاضا کس سے کریں انصاف کس سے مانگیں؟ آج سے دو مہینے پہلے اسی فلور پر سات بندے چنگوڑ میں شہید کئے گئے تھے۔ ایک عالم دین تھا جس کا تعلق جمعیت علماء اسلام سے تھا مولانا عبدالحی صاحب، اُس وقت میں نے کہا کہ اس DPO کو وہاں سے نکال دیں۔ IG کے نوٹس میں لایا تھا لیکن اُس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ایک اصطلاح ہے یہاں کہ سیاسی طور پر ہم کسی SHO کو وہاں نہیں بھیجیں گے۔ نہ بھیجیں لیکن قانون G Police ریاست میں جتنی بھی بیورو کریسی بیٹھی ہوئی ہے معزز ایوان کے جتنے بھی لوگ اور ممبر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یہ میرے لئے، بلوچستان کے عوام کے لئے قابل قدر ہے ان کے مینڈیٹ کامیں بھی احترام کرتا ہوں اور بیورو کریسی کو بھی احترام کرنا چاہیے۔ ہاں اگر کوئی پبلک کا نمائندہ یہ کہے کہ قاتل کو چھوڑیں ہرگز آپ نہیں چھوڑیں۔ کسی ڈاکو کو چھوڑیں، ہرگز نہ چھوڑیں۔ لیکن یہ حق پہنچتا ہے پبلک کے نمائندے کو کہ وہ کہے۔ IG Police کو کہ اس قاتل کو پکڑ لیں اُس کی ذمہ داری ہے کہ اُس کو پکڑ لیں۔ حیرانگی کی بات ہے جناب اسپیکر صاحب! میں نے چنگوڑ سے 21 ہزار ووٹ لیے ہیں۔ میرے پوچھے بغیر IG نے جس وقت اس کے آرڈر کئے تھے اس کو چاغی سے نکالا گیا تھا اس ڈی پی او کو غلط حرکتوں کی وجہ سے اس کو کیوں چنگوڑ میں تھوپنا؟ چنگوڑ میں ایک سازش کے تحت، میرے خلاف سازش ہو رہی ہے ”کہ اسد کے بی این پی (عوامی) کے ووٹ بینک کو کیسے damage کریں“۔ آپ لوگ damage نہیں کر سکتے میں نے 40 سال جو سیاست کی ہے کبھی public نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ سازش کے تحت آپ وہ چیزیں حاصل نہیں کر سکتے۔ کبھی میری گاڑی پر blasting ہوتی ہے کبھی میرے گھر پر blasting ہوتی ہے راکٹ مارتے ہیں میں اس سرزمین کے وسیع تر مفاد میں، یہاں کے مظلوم لوگوں کی، پسے ہوئے لوگوں کی آخری سانس تک اپنی جنگ جاری رکھوں گا۔ یہ میرا قومی و اخلاقی فرض بنتا ہے کہ میں اپنی چیزوں کو اپنے عوام کی اپنے عوام کے مفادات کو protect کروں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ اس

DPO کو IG صاحب اگر ٹرانسفر کرنا نہیں چاہتے اگر وہ اتنا اچھا بہت talented ہے تو اس کو بہاولپور میں بھیجا جائے جو IG صاحب کا اپنا ضلع ہے۔ میں آپ سے request کرتا ہوں کہ IG کو بلائیں اس rule کے تحت آپ رولنگ دے دیں تاکہ یہ معاملہ clear ہو جائے کہ چنگوڑ ضلع کو سازش کے تحت کیوں خراب کیا جا رہا ہے؟ اس مسئلے پر اگر میں خاموش رہوں گا پورے بلوچستان میں سول سوسائٹی ملک سے باہر اس مسئلے کو اٹھا رہی ہے۔ اگر اس معصوم کے قاتل کو پکڑا نہیں جاتا تو کل دوسرے، تیسرے، چوتھے ہر بندے کا اور بتا دیں میں مخاطب ہوں اپنے بھائیوں سے، اس کے والد صاحب کا چھوٹا سا کنبہ ہے، یہ چائے اور چھولے بیچنے والا ہے۔ اس سماج میں غریب کو زندہ ہونے کا کوئی حق نہیں ملتا؟ ہم غریبوں کو کیا دے رہے ہیں ان مظلوموں کو ہم کیا دے رہے ہیں؟ اس اسمبلی میں ہر دوسرے دن قرارداد پاس ہوتی ہے کہ قاتل کو پکڑیں۔ کبھی ANP کے مرکزی عہدیدار کو مارا جاتا ہے کبھی نصر اللہ زیرے کے بیٹے کا مسئلہ ہوتا ہے۔ کبھی خاران میں مسئلہ ہوتا ہے۔ یہ بلوچستان کی آبادی اتنی نہیں ہے کہ روزانہ ہم لاشیں اٹھاتے جائیں۔ بلوچستان کو ترقی دینے کیلئے امن انتہائی ضروری ہے۔ لیکن امن کی خاطر تمام پولیٹیکل پارٹیوں کے ساتھ بیٹھ کر آگے بڑھنا ہے۔ ایک عجیب ماحول یہاں بلوچستان میں پیدا کیا جا رہا ہے۔ جو بھی پولیٹیکل پارٹیاں ہیں، ان کی حیثیت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ بلوچستان کی جتنی بھی پارٹیاں ہیں۔ پشتون، ہزارہ، بلوچ جتنی بھی ہیں ابھی وقت آ گیا ہے کہ unity پیدا کریں اور اپنے کو بچالیں۔ اپنی سرزمین کو بچالیں اپنے مفادات کو protect کریں۔ نہیں تو ایک سازش کے تحت ان سب کے خلاف عجیب سے عجیب ماحول پیدا کیا جا رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! لیکن ہمیں دھمکی دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنا کام صحیح کریں ہم نے کب کہا ہے کہ ہم آئین اور قانون کو نہیں مانتے۔ آئین کی خلاف ورزی تو آپ لوگ کر رہے ہیں۔ اس قاتل کو جس نے قتل کیا ہے اس معصوم بچے کا، شہید کا اس کو تو اللہ مارے گا۔ کیونکہ قدیر کا لفظ قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر آیا ہوا ہے (عربی ترجمہ) اللہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جناب اسپیکر! میں اس مسئلے کو زیادہ آگے نہیں لے جانا چاہتا لیکن آپ اس پر رولنگ دے دیں۔ IG کو بلائیں تاکہ چنگوڑ میں جو سلسلہ شروع ہے وہ بند ہو جائے۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: thank you میر صاحب۔ بڑی مہربانی۔ واقعی بہت افسوسناک واقعہ ہوا ہے چنگوڑ میں، جس کی جتنی مذمت کریں کم ہے۔ اس سلسلے میں ہوم منسٹر صاحب، آئی جی صاحب پھر آپ کو بھی ہم نے دیکھا ہے۔ اس کو جتنی جلدی ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے شہید کے قاتلوں کو میرے خیال میں اچھا ہے تاکہ فیملی کو ریلیف ملے۔ آئندہ کوئی اس طرح کا act نہیں کریں۔ اگر چیزیں delay ہوتی ہیں، چیزیں timely

نہیں ہوتیں تو ان کو بھی موقع مل جاتا ہے اور حرکتیں کرتے ہیں۔ اگر مجرم کو سزا جلد سے جلد مل جائے تو باقی لوگ بھی اس طرح کی حرکتوں سے باز آئیں گے۔ اور اس سلسلے میں آپ، میر صاحب موجود تھے، IG صاحب بھی آئے تھے اور ہوم منسٹر صاحب آئے تھے تو ہم نے اس کی رپورٹ مانگی ہے انشاء اللہ جلد رپورٹ آئیگی پھر انشاء اللہ آپ سے بھی share کریں گے۔ اور IG صاحب سے امید کرتے ہیں۔ اور DPO کے حوالے سے بھی یہی ہے کہ IG سے کہتے ہیں کہ اس کو دیکھیں اگر اُس میں کمزوریاں ہیں تو مہربانی کر کے اُسے ایسے sensitive district میں نہیں لگائیں جو already بہت sensitive ہے تو اس ڈسٹرکٹ کو بہتر کرنے کیلئے ایک اچھا آفیسر وہاں بھیجیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو ریلیف ملے۔ شکریہ میر صاحب۔

جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب منسٹر صاحب نے میری بات کو بہت آسان کر دی۔ ہماری حکومت کا یہ خیال ہے کہ واقعہ ہو جائے اُس میں شہادت ضرور ہونی چاہیے۔ جب تک شہادت نہیں ہوگی نہ وزارت داخلہ کو، نہ پولیس کو یقین آئیگا۔ یہ جھوٹ کا پلندہ ہے، آج میرے سامنے تھمایا گیا ہے جناب اسپیکر! میرے بیٹے اولس یارخان کے اغوا کا۔ میرا بیٹا 19 جولائی کو اغوا ہوتا ہے۔ 161 CRPC کا بیان ہوتا ہے پولیس والے اسی دن لیتے ہیں۔ اور اُن کو چاہیے تھا کہ اگلے دن اُسے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا۔ جو investigation officer ہے وہ پورے 9 دن غائب رہا۔ 26 جولائی کو مجھے فون آیا کہ کل صبح بچے کو عدالت لیجانا ہے۔ اور جب ہم عدالت گئے جناب اسپیکر! میں خود اپنے بیٹے کے ساتھ تھا میرے سامنے جب معزز جج نے جو پولیس کی پٹائی کی وہاں کی پولیس اُن کی منتیں کر رہی تھی کہ آپ اُس کا 164 کا بیان لے لیں۔ جناب ملک سکندر خان ایڈووکیٹ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، 164 کا بیان 24 گھنٹے کے اندر ہوتا ہے۔ جج نے مجھ سے کہا کہ اس سے تو 164 بیان کا اب کوئی معنی نہیں ہے۔ اُنہوں نے خود، میں نام نہیں لوں گا۔ مجھے خود ذمہ دار پولیس آفیسر نے کہا ہے کہ جتنے ہمارے کیمرے اوپر لگے ہوئے ہیں وہ سب خراب ہیں یا اُن پر گردالود ہیں اُس میں کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ اور آج اس پولیس نے یہاں رپورٹ تھامی ہے، یہ جھوٹ کا پلندہ ہے اس میں کہا گیا ہے جناب اسپیکر! میری توہین کی گئی ہے میرا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ بچہ اغوا ہوا ہے اور اگر حکومت میں اتنی جرأت نہیں ہے تو پھر صاف کہہ دے، میں نے صاف کہا تھا کہ جس نے اغوا کیا ہے اس کا نام آپ نہیں لے سکتے آپ ڈر رہے ہیں پھر مجھے کان میں بتا دو کہ ہماری یہ مجبوری ہے۔ ورنہ آپ ان صفوں کو کیوں آپ نے جھوٹ پر کالا کیا ہے۔ تمام رپورٹ جھوٹ پر مبنی ہے جب میرے سامنے عدالت میں اُس انسپکٹر کو جو

investigation officer police تھا اس میں نام بھی لکھا ہے اس کو بے عزت کیا تو پھر یہ رپورٹ بنانے کی کیا ضرورت تھی پولیس کا مطلب یہ ہے حکومت کا کہ وہ ملک عبید اللہ کی طرح اس کو اغوا کرے چالیس دن کے بعد جب لاش آجائے تب عوام کو یقین آئے گا کہ اس بندے کو شہید کیا گیا ہے۔ جیسے قدیر کا واقعہ ہوا ہے۔ لیکن اغوا کرنا، بچے کو چھوڑنا یہ کوئی بات نہیں ہے۔ لہذا میں اس رپورٹ کو جو میرے سامنے پڑی ہوئی ہے جناب اسپیکر میں اس رپورٹ کو فوری طور پر۔۔۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! یہ ابتدائی رپورٹ ہے ہوم منسٹر بھی بتائیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں اس رپورٹ کو کھلی طور پر مسترد کرتا ہوں اور اس کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھ کر اسے مسترد کرتا ہوں میں حکومت کے اس اقدام کے خلاف ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں تاکہ آئندہ قدیر کی طرح کوئی واقعہ نہ ہو۔ جب تک شہادت نہ ہو جائے اس حکومت کو یقین نہیں آئے گا۔ قدیر جیسا بچہ معصوم شہید ہوا، ملک عبید اللہ شہید ہوا۔ عثمان خان کا کڑ شہید ہوا اور اسدا چکنڑی شہید ہوا پھر ان کو یقین آتا ہے کہ بس اب شہادت ہوئی ہے لہذا اب ٹھیک ہے ورنہ اغوا کرنا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ لہذا میں نے اس رپورٹ کو پھاڑ دیا اور میں اس رپورٹ کو نہیں مانتا ہوں۔ میں حکومت کے خلاف، وزارت داخلہ کے خلاف اس پولیس کے خلاف جس نے یہ رپورٹ تیار کی ہے۔ میں کیا لفظ استعمال کروں میں تو انہیں کہوں گا کہ اتنے نااہل ہیں۔ لہذا میں ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: زیرے صاحب! واک آؤٹ سے پہلے ہمیں بھی سنیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر! یہ رپورٹ جس طرح بنائی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: آپ پھر واک آؤٹ کر لیں ہم نہیں روکیں گے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ان کو بولنا چاہیے تھا کہ اب investigation کریں گے۔

جناب اسپیکر: investigation تو جاری ہے یہ تو ابتدائی رپورٹ ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: لہذا میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں اور میں اس رپورٹ کو مسترد کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اچھا! جاتے ہوئے ہمیں ایک رائے دے دیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں مطلب یہ ابتدائی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر! دیکھیں اس رپورٹ کو جو انہوں نے تیار کیا ہے یہ سب غلط بیانی پڑنی ہے۔

وزیر داخلہ: اسپیکر صاحب! وہ آپ کا دائرہ اختیار ہے آپ جو رولنگ دیں گے اس پر عمل ہوگا لیکن میں اُس کا مؤقف پیش کر رہا ہوں۔ تو وہاں سے ابھی تک تفتیش جاری ہے اس ایک ویڈیو میں۔

جناب اسپیکر: یہ تو ابتدائی ہے اُس دن جب ہم نے رولنگ دی اُس کے حوالے سے انہوں نے دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ compile نہیں ہے اس کو complete آپ نہیں سمجھیں لیکن بہت چیزیں ابھی تک ہیں جس پر ہم جارہے ہیں۔ واقعی زیرے اگر یہاں غصہ بھی کرتا ہے، زیادہ loud آواز میں بات کرتا ہے تو اس کا حق بنتا ہے کیونکہ وہ جس دُکھ سے گزر رہا ہے۔

وزیر داخلہ: نہیں جناب والا! وہ بالکل اس دُکھ اور کرب سے گزر رہا ہے۔

جناب اسپیکر: لیکن ہماری فورسز بھی اس پر کام کر رہی ہیں ہم اُنکی تسلی کرتے ہیں کہ جلد اس کی۔

وزیر داخلہ: کوئی بھی انسان اگر گزر جائے تو اُس کو تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن ایک ممبر آف پارلیمنٹ ایک ایم پی اے کو ایوان کے اندر ایک دلائل کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔

جناب اسپیکر: یہ ایوان اُنہی کا ہے جو بھی کریں حق بنتا ہے کہ وہ کریں۔ دیکھیں میر صاحب! اگر اسمیں آپ اس کی جلدی سے جو بھی آپ کے ساتھ information ہوتی ہیں، kindly وہ share کیا کریں اور فوٹج ہوتی ہیں جو چیز available ہے۔ ٹھیک ہے اس کو continue کریں۔

وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے: سب کچھ ان کے ساتھ شیئر ہوتا ہے سب کچھ اُن کو پتہ ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: حق بنتا ہے کوئی بھی، غصہ اپنا کہاں نکالیں یہیں پر نکالیں گے۔ تو ہم زیرے کو ملامت نہیں کرتے اور انکے اس دُکھ میں ہم شامل ہیں اور اللہ کسی باپ کے اوپر ایسا نہیں لائے، جس کے اوپر آتا ہے اُسی کو پتہ ہوتا ہے۔ جی۔

سید عزیز اللہ آغا: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ جن مشکلات کا رونا اسد بلوچ صاحب رور ہے ہیں یا نصر اللہ زیرے صاحب، اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں سب کچھ کالا ہے، محکمہ تعلیم میں جو بے قاعدگیاں ہو رہی ہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: کس چیز میں؟

سید عزیز اللہ آغا: محکمہ تعلیم میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں۔

جناب اسپیکر: اچھا۔

سید عزیز اللہ آغا: یہاں ان بے قاعدگیوں کو ایک طرف رکھیے، اس محکمے نے اب ایک ایسی روش اختیار کی

ہے جس سے مسلمانان پاکستان کی دل آزاری ہو رہی ہے وہ یہ کہ ہمارے تعلیمی نظام میں عربی زبان کو ایک کلیدی اہمیت حاصل ہے اور عربی زبان یہ مکہ اور مدینہ کی زبان ہے یہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان ہے یہ قرآن کی زبان ہے اور جب ہم اللہ۔۔۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! آپ اس پر ایک قرارداد لائیں تو بہتر ہے کہ ہاؤس کے ریکارڈ میں رہے
سید عزیز اللہ آغا: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں پھر انشاء اللہ کوشش کروں گا۔
جناب اسپیکر: پوائنٹ آف آرڈر دو منٹ کا ہوتا ہے۔

سید عزیز اللہ آغا: جی۔
جناب اسپیکر: اگر اس کو باقاعدہ لاتے ہیں تو اچھا ہے یہ، ہاؤس کے لئے بھی اچھا ہے۔
سید عزیز اللہ آغا: پلیز، آپ مجھے تھوڑا سا سن لیں۔

جناب اسپیکر: نہیں میں تو سنوں گا میرا مسئلہ نہیں میں نے کہا کہ اگر اس کو آپ لاتے ہیں تو بہتر ہے۔ اگر اس کو قرارداد کی شکل میں لائیں؟

سید عزیز اللہ آغا: جی میں لاؤں گا انشاء اللہ قرارداد کی شکل میں۔
جناب اسپیکر: اگر آج بات کریں گے تو قرارداد لانے کی ضرورت نہیں ہے۔
سید عزیز اللہ آغا: مسٹر اسپیکر! مجھے مختصر سی بات کرنے دیجئے۔ عربی زبان میں نے کہا کہ اللہ کے فضل و کرم سے جب ہم جنت میں جائیں گے تو وہاں عربی کے علاوہ کوئی بھی زبان نہیں بولی جائے گی۔

جناب اسپیکر: یہ اچھی suggestion ہے اگر اس کو قرارداد میں لائیں تو میرے خیال میں بہتر ہے۔
سید عزیز اللہ آغا: مسٹر اسپیکر! مجھے مختصر بات کرنے دیجئے میں قرارداد بھی لاؤں گا۔
جناب اسپیکر: ہم کہتے ہیں کہ جو چیز اچھی ہے وہ ریکارڈ میں آجائے۔ ٹھیک ہے آپ بات کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید عزیز اللہ آغا: عربی زبان، محکمہ تعلیم اس وقت عربی زبان کی اہمیت اور importance کو ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اور جماعت ہشتم میں عربی زبان کے پیپر کو وہ آپشنل حیثیت دی گئی ہے جبکہ عربی زبان کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی حیثیت کو مسلمہ طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ عربی زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم اس کی importance اور اسکی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن عربی زبان مقدس زبان ہے۔ آپ کا اسم گرامی

ماشاء اللہ خوبصورت نام ہے عبدالقدوس۔ عربی زبان کا لفظ ہے آپ کو پتہ بھی ہوگا کہ آپ کے نام کے کتنے اچھے معنی ہیں۔ لیکن جب ہم عربی زبان سے نابلد ہوں گے۔ جب ہم عربی زبان کے معنی کو سمجھ نہیں پائیں گے تو کل عزیز اللہ اپنے نام کے معنی کو بھی نہیں سمجھ سکے گا کہ لفظ عزیز کے معنی کیا ہیں۔ اور جب ایک بندہ اپنے نام کے معنی کو بھی نہیں سمجھ سکے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس معاشرے میں اپنی گزراوقات کیسے کر سکے گا۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ رولنگ دیجئے تعلیم کے اعلیٰ حکام کو طلب کیجئے۔ اور ان سے باز پرس کی جائے کہ عربی زبان کے ساتھ یہ خصامت والا رویہ کس سازش کے تحت روارکھا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کر کے اس کے لئے قرارداد بھی لائیں تو بہتر ہوگا۔

سید عزیز اللہ آغا: میں انشاء اللہ resolution کی شکل میں اسے لاؤں گا، بڑی نوازش۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں، آج آجاتے ہیں، کل بھی نہیں چھوڑا تھا، آج تو چھوڑ دیں گے۔

انجینئر زمر خان اچکزئی (وزیر زراعت و کوآپریٹوز): نہیں! یہ ایجنڈا ہمیشہ رہ جاتا ہے، ہمارے Question, Answer ہیں پھر آپ کہیں گے کہ منسٹر صاحب کہاں ہیں۔ ہماری مذمتی قرارداد ہے، اگر ہم شروع ہو جائیں تو، میں آپ کو ایک بات بتاؤں، ہمارے ملک عبید اللہ کاسی کا جو واقعہ ہوا ہے، وہ آج کے دن اور اس ڈیڑھ مہینے میں ایک بہت دردناک واقعہ ہوا ہے۔ ہم خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے کہ ہم اس قرارداد کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر اس طرح بغیر کارروائی کا چلتا رہے گا تو تین گھنٹے پھر یہ چلتا رہے گا۔

جناب اسپیکر: بجائے آپ point of order پر، اس کو قرارداد کی شکل میں لائیں ہمارے لیے آسانی ہوگی۔

منگھی شام لال لاسی: نہیں وہ بھی ٹائم پر آئے لیکن آپ لوگ کے۔

جناب اسپیکر: جب ہم چار بجے آتے ہیں آپ لوگ نہیں ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ ٹائم پر آئے تھے، وہ کچھ مینٹنگ چل رہی تھی زاہد ریکی والے، IG والے مسئلے وغیرہ۔ جی۔

منگھی شام لال لاسی: جناب اسپیکر صاحب! کہاں سے شروع کروں، پھر کہتا ہوں کروں نہ کروں، پتھروں سے سر ٹکرانا ہے۔ جناب اسپیکر! بھونگ شریف صادق آباد میں جس مذموم سازش کے تحت ہندو برادری کے مندر پر حملہ کیا گیا اس کی پُر زور میں مذمت کرتا ہوں، یہ ہمارے ساتھ سخت سازش ہے۔ ہر روز، ہمیشہ اس طرح ہو رہا ہے، پورے ملک میں دیکھیں کسی مندر پر، سندھ میں دیکھیں، ابھی حال ہی میں سندھ میں ایک ایسا واقعہ ہوا کہ ایک ہندو نوجوان کو پکڑ کر زبردستی اس سے ہمارے بھگوان کو گالیاں دلوائی گئیں۔ ہم کس جگہ رہتے ہیں کیوں اس

طرح ہمارے ساتھ زیادتی کی جارہی ہے۔ تو میں اس کی پُر زور مذمت کرتا ہوں مہربانی کر کے گورنمنٹ اس پر action لے، مندر کو تعمیر کروائے جس طرح ہے۔ اور جو ملزمان ہیں ان کو پکڑیں۔

اپنے چہرے پر کوئی درد نہ تحریر کرو، وقت کے پاس نہ آنکھیں ہیں نہ احساس ہے نہ دل ہے۔ شکر یہ۔
جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ ہم سب مذمت کرتے ہیں اور گورنمنٹ کو کہتے ہیں اس پر action لیں۔ اور تمام ممبران سے میری request ہے کہ کیونکہ بہت important issues ہوتے ہیں۔ بالکل آپ لوگ جو یہاں point of order پر، point of order ویسے ہوتا ہے دو منٹ کا۔ لیکن مجبوری ہے کہ سب کو بولنے دینا پڑتا ہے کہ وہ اپنے issues کو بیان کریں۔ اگر وہ پہلے اس کو تحریر یا قرارداد کی شکل میں لائیں تو ہمارے لیے آسانی ہوگی تاکہ ہمارا ٹائم بھی بچ جائے اور ہمیں proper agenda جو ملا ہوا ہے اس پر proper ہمیں جانے میں آسانی ہوگی۔ اجلاس دیر سے شروع ہونے کی بھی ہم معذرت کرتے ہیں، کچھ یہاں پر ممبران نے issues اٹھائے تھے اس سلسلے میں concerned departments کو بلایا تھا تو اس وجہ سے delay ہو گیا۔ تو میں معذرت کرتا ہوں، لیکن یہ ہے کہ point of order مہربانی کر کے دو منٹ سے زیادہ نہیں کریں۔ اور ساتھ ساتھ ہمیں کہتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں کو نہیں دوں گا تو آپ لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ دے دیتا ہوں تو ٹائم جو ہمارا ہے وہ آگے پیچھے ہو جاتا ہے۔ تو بڑی مہربانی آپ تمام ایوان سے میری request ہے کہ وہ ان چیزوں کا خیال رکھیں۔

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

جناب اسپیکر: جناب نصر اللہ زیرے صاحب! اپنا سوال نمبر 296 دریافت کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اگر تمام دوستوں کی یہ رائے ہے کہ چونکہ آج وہ بڑی اہم قرارداد ہے، اس پر اگر ہم بولیں اور تمام questions defer کریں وہ ایک تعزیتی قرارداد ہے اس پر بولنا چاہیے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ٹھیک ہے۔ Question No 296۔

نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 18 اگست 2020

☆ 296 جناب نصر اللہ خان زیرے رکن اسمبلی

24 مارچ 2021 کو موخر شدہ

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

محکمہ زراعت میں اگست 2018ء تا حال تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل

/ ڈومیسائل کی ضلعو وار تفصیل دی جائے؟

وزیر زراعت:

جواب موصول ہونے کی تاریخ 3 اگست 2021

اس ضمن میں عرض ہے کہ بلوچستان زرعی کالج کوئٹہ میں اگست 2018ء تا حال تعینات کیئے گئے ملازمین کے نام مع ولدیت عہدہ، گریڈ اور لوکل / ڈومیسائل کی ضلع وار تفصیل ضخیم ہے اسمبلی لا بیری میں ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: کوئی supplementary؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میرا supplementary question ہوگا منسٹر صاحب سے کہ جو ملازمین آپ نے بھرتی کیے ہیں زرعی کالج کوئٹہ میں اگست 2018ء تا حال، ان کی بھرتی کا آپ نے کون سا طریقہ کار آپ نے adopt کیا تھا، کیونکہ اس میں 12 basic pay scale کی پوسٹیں ہیں، 8 کی بھی ہیں 9 کی بھی ہیں، تو یہ کس طرح سے کیا، Public Service Commission سے کروایا، یا کسی اور ادارے سے؟

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ زرعی کالج میں اگر آپ دیکھ لیں یہ جو appointments ہوئی ہیں، اس میں 6, 8, 9, 12-B۔ یہاں ہماری کچھ سیٹیں میرٹ پر ہوتی ہیں، کچھ یہاں زیادہ تر جو لوکل کوئٹہ لکھا ہے، یہ کالج کوئٹہ میں ہے اور سیٹیں جو وہ City Quetta کے لیے ہیں، ان کی اپنی recruitment committee ہوتی ہے اور اس کمیٹی کے تحت ان کا test ہوتا ہے، پھر ان کا انٹرویو ہوتا ہے، اور پھر ان پر appointments ہوتی ہیں۔ یہ طریقہ کار ہے اور یہ cabinet کے through بلکہ گورنمنٹ کے پورے ٹوٹل جتنے ڈیپارٹمنٹس ہیں جو گریڈ 11 سے 15 گریڈ سے اوپر ہوتے ہیں وہ Public Service Commission کے پاس جاتی ہیں اور نیچے گریڈ ہیں وہ ہماری اپنی Divisional Committee بنتی ہے Provincial Committee بنتی ہے اور ڈسٹرکٹ لیول پر کمیٹی بنتی ہے جس میں کمشنر ہوتا ہے DC ہوتا ہے اور جس میں اس ڈیپارٹمنٹ کے 20 گریڈ کے آفیسر جب بڑے گریڈ جب divisional level کے ہوتے ہیں 20 گریڈ کے ہمارے DG بیٹھتے ہیں اور اس کے ساتھ خزانہ آفیسر ہوتے ہیں، وہ ایک پورے سسٹم کے تحت جو گورنمنٹ کی cabinet سے وہ approve کر کے اس سسٹم کے through ان کی appointment ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں فاضل وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے کسی company

کو hire کیا، جس طرح NTS والے ہیں، CTSP والے ہیں ان کے ذریعے test لیے ہیں یا Public Service Commission کے ذریعے؟

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: دیکھیں ہم نے کوئی company hire نہیں کی ہے، Public service commission جو lower grade کی appointments ہوتی ہیں وہ نہیں کرتا۔ ان کا اپنا mandate ہوتا ہے، اس کے طریقے سے وہ اپنی appointments کرتے ہیں۔ ہمارے جو 16 سے لے کر پھر اوپر جتنے بھی گریڈ ہیں وہ گورنمنٹ وہ جو بھی ڈیپارٹمنٹ ہوتا ہے ان کو وہ لکھ کر دیتے ہیں کہ جی ہمارے اس ڈیپارٹمنٹ میں یہ پوسٹیں خالی ہیں وہ پھر Public Service Commission کا کام ہوتا ہے اپنے Time table کے مطابق ان کے test اور انٹرویو کرواتا ہے۔ ہمارے جو ڈیپارٹمنٹ ہیں اپنے ہر ڈیپارٹمنٹ کو CTSP یا جو NTS یا جو بھی ڈیپارٹمنٹ ہے ان کو دیتے ہیں ہم نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے through ان کے test کروائے ہیں، زرعی کالج ایک خود مختار ادارہ ہے، کالج اور ان کی اپنے طریقے سے کمیٹی ہوتی ہے اس کے جو rules ہوتے ہیں وہی apply ہوتے ہیں جو ہمارے gazzatted کا جو prospectus ہوتا ہے اس میں سارے لکھے ہوتے ہیں اگر آپ کو چاہیے میں آپ کو مہیا کر دوں گا۔ اس کے مطابق جو بھی آپ سوال کریں گے یا میرے ساتھ بیٹھیں گے میں آپ کو تفصیل بھی بتا دوں گا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ منسٹر صاحب۔ جی زاہد ریکی صاحب سوال نمبر 377 دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: Question No. 377

☆ 377 میرزا بدلی ریکی رکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 13 اکتوبر 2020

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

وفاقی حکومت کی جانب سے مالی سال 2018-19ء تا 2020-21ء کے دوران حکومت بلوچستان کو محکمہ زراعت سے متعلق کل کتنے پراجیکٹس اور ترقیاتی اسکیمات کیلئے فنڈ فراہم کیا گیا اور ان کیلئے وفاقی حکومت کی جانب سے جاری کردہ فنڈ کی پراجیکٹ و اسکیم وار تفصیل دی جائے نیز ضلع واشک کے اسکیمات اور پراجیکٹس کیلئے جاری کردہ فنڈ کی تفصیل بھی مع نام اسکیم، علاقہ اور تاحال خرچ کردہ رقم کے دی جائے؟

وزیر زراعت: جواب موصول ہونے کی تاریخ 25 نومبر 2020

تفصیل ضمیمہ ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر زراعت و کوآپریٹوز: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ Question No- 377

جناب اسپیکر: جی کوئی supplementary؟

میرزا بدلی ریگی: جی ہاں جناب اسپیکر صاحب، یہ میں نے دیا تھا وفاقی حکومت کی جانب سے 2018ء تا 2020-21ء تک کہ محکمہ زراعت کے کتنے projects ترقیاتی اسکیمات کو فنڈز فراہم کیے گئے ہیں۔ ان میں جواب دیا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ مطمئن ہیں؟

میرزا بدلی ریگی: ان میں کچھ نام ہیں جناب اسپیکر صاحب، نام بھی ہیں، ولدیت بھی ہیں CNIC نمبر بھی، موبائل نمبر بھی ہیں، میں نے اپنے طریقے سے معلومات کی ہیں، ان کو یہ jobs دی ہیں، منسٹر صاحب، provision of the feeder seeds اور page No,7 پر آجائیں، ان میں کچھ بندوں کا نام ہے میرے خیال میں ان کو نہیں ملے ہیں جناب اسپیکر، منسٹر صاحب سے یہ میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ چیک کر لیں کہ یہ زمینداروں کو یہ نام دیئے ہیں واقعی correct ہیں، ملے ہیں وہاں پر؟۔ میری جو معلومات ہیں ان کو یہ نہیں ملے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔ ان کو مقصد ہے کہ جو list دی گئی ہے ان کو نہیں ملے ہیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: دیکھیں یہ جو کاغذ ہم لکھ کے آپ کے پاس بھجواتے ہیں جو question ہوتا ہے اور جس کا ہم answer دیتے ہیں کوئی department اس میں کوئی غلطی نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی جو property ہوتی ہے پارلیمنٹ کی۔

جناب اسپیکر: پھر بھی آپ کوشش کریں دیکھ لیں کہ اگر ایسا جو۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: آپ ایک منٹ سُن لیں۔ دیکھ رہا ہوں اس میں کوئی۔ مجھے تو کیونکہ میں واشک کو اتنا نہیں جانتا ہوں نہ اُنکے لوگوں کو جانتا ہوں یہ صحیح ہے، میرا department، میں کہتا ہوں کہ مجھے department نے لکھ کے دیا ہے۔

جناب اسپیکر: پھر بھی آپ کوشش کریں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: پھر بھی اسکی غلطی ہے تو یہ مجھ سے رابطہ کریں کہ اگر کوئی ایسا بندہ ہے جس کا نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں ہم پھر بھی دیکھیں گے۔

میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر صاحب! یہ جو میں نے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: حاجی صاحب بات سنیں۔ حاجی صاحب موبائل نمبر لکھے ہوئے ہیں اگر آپ کہتے ہو تو ابھی جا کر کے پوچھتے ہیں کہ انکا کام ہوا ہے کہ نہیں ہوا ہے۔ یہ تو سب کے سامنے پتہ چل جائے گا۔
میرزا بدلی ریگی: بالکل میں کہتا ہوں سر! آپ اپنے department کے through بھیج دیں۔
جناب اسپیکر: جی kindly وہ کر لیں گے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: میں کر لوں گا۔
میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر صاحب! میں یہی کہتا ہوں۔ نام ہے ولدیت بھی ہے موبائل بھی ہے۔ آپ اپنے department کے through یہ check کرادیں کہ ان زمینداروں کو ملا ہے یا نہیں ملا ہے وہ خود آپ کو پتہ چل جائے گا۔

جناب اسپیکر: وہ کہہ رہے ہیں ہم کر لیں گے۔ Thank you زابد ریکی صاحب۔
وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: میں یہ check کر لوں گا جناب اسپیکر صاحب! ایک بات آپ کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں پوری اسمبلی میں ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں یہ جو program ہے National Program یہ مرکز سے چلتا ہے میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ انکا ایک consultant ہوتا ہے NESPAK اس کا جو ہے موبائل نمبر اس لئے لکھا ہوتا ہے کہ یہ مرکز سے خود اکتونون کرتے ہیں وہاں جو Food Security Ministry ہے وہ اسکی verification کرتے ہیں کہ جی Agriculture department نے یہ کام کیا یا نہیں کیا۔ یہ موبائل نمبر بھی اس طرح کوئی کام نہیں۔

میرزا بدلی ریگی: تو ٹھیک ہے۔ اسپیکر صاحب!
وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: انشاء اللہ پھر بھی اگر۔
جناب اسپیکر: پھر بھی کر رہے ہیں۔

میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر صاحب! اگر واقعی ملے ہیں مجھے تو اعتراض ہی نہیں ہے۔ اگر نہیں ملے ہیں آپ check کر لیں مجھے بتادیں۔
جناب اسپیکر: ویسے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں۔ بالکل نہیں تھا تو میں انشاء اللہ خود جو بھی میرے ڈیپارٹمنٹ میں کوئی بھی Engineer ہو یا Deputy Director ہو اسے خلاف action ہوگا۔
جناب اسپیکر: شکر یہ زابد ریکی صاحب۔ منسٹر ایگریکلچر صاحب۔ ویسے بھی ہم اس چیز میں جو ہم دیکھ

رہے ہیں کہیں پر ایسا ہوتا نہیں کہ جس کا نام ہو اور اُس کو نہیں ملے۔ پھر بھی منسٹر صاحب اس کو check کریں گے اگر ایسا ہے وہ اُسکے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی حاجی نواز صاحب اپنا سوال نمبر - disposed off کیوں - جواب department نے دیا ہے نہیں ہے۔ اور حاجی نواز صاحب خود موجود نہیں ہیں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جواب ملے ہوئے ہیں اگر پھر بھی کسی کو اُس میں اگر ہمارے معزز اراکین کو کوئی اعتراض تھا وہ دوبارہ لے آئیں اس کو disposed off کر لیں۔

جناب اسپیکر: یا disposed off کریں یا دوبارہ لائیں؟
وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: نہیں۔ اگر اس میں دوبارہ انکا کوئی سوال اٹھتا تھا تو نیا سوال لاسکتے ہیں پھر۔

نیا question -

جناب اسپیکر: ویسے وہ ہے۔ پھر اس کو disposed off کرتے ہیں۔ سوال نمبر 423, 424 کو disposed off کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی شاہوانی صاحب اپنا سوال نمبر 435 دریافت فرمائیں۔
ملک نصیر احمد شاہوانی: سوال نمبر 435۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ حال ہی میں محکمہ زراعت میں تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل / ڈومیسائل کی ضلعوار تفصیل دی جائے نیز ریکورڈ منٹ کمیٹی کے چیئرمین و ممبران کے نام اور عہدہ کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: پڑھا ہوا سمجھا جائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جواب ضخیم ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی کوئی supplementary؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: supplementary مقصد سوال، جس بھی department کے متعلق

کوئی سوال کیا جائے اُس میں کوئی ایسے شواہد ملتے ہیں۔ اگر کہیں پر ملازمتیں ہوتی ہیں تو پھر جب اُنکی بھرتی کی list دیکھیں اُس میں شواہد یہ نظر آئیں گے کہ اکثر اُسی علاقے سے تعلق رکھتے ہونگے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو چونکہ پُرانے ہیں تو اس میں خالی صرف جو زرعی کالج میں کچھ بھرتیاں ہوئی ہیں حال ہی میں وہ صرف دو ڈسٹرکٹ سے آئیں۔ تو صرف مین منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں باقی بلوچستان کے ڈسٹرکٹس نے کوئی

participation نہیں کیا ہے کیا؟

جناب اسپیکر: جی منسٹر ایگریکلچر۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: دیکھیں حاجی صاحب! اس میں کچھ پُرانے اگر آپ دیکھ لیں گے تو میرے خیال سے اس میں مجھے قلعہ عبداللہ بھی بہت کم نظر آ رہا ہے کہ قلعہ عبداللہ کا بھی کوئی جس طرح کا نام نہیں آ رہا ہے کہ میں دیکھ لوں کہ میرے قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ سے بھی کوئی ہوا ہو۔ یہ تو اُس وقت کے 17-2016، اور 2018 میں جو ہے 31.01.2018۔ تو ہمارے الیکشن بھی میرے خیال سے 2018 جولائی میں ہوئے تھے یہ بھی مجھ سے پہلے کی ہیں اور میرے دور میں اُس میں کوئی نہیں ہوا ہے لیکن ہم advertisement کرتے ہیں کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے کوئی بھی apply کر سکتا ہے کوئی بھی test دے سکتا ہے کوئی بھی interview دے سکتا ہے اور merit کی بنیاد پر ہم اُنکی recruitment کرتے ہیں۔ اور یہ جو آپ نے سوال کیا ہے ہم نے تفصیل دی ہے اگر اس میں تو میرے خیال سے بلوچستان کے جتنے ڈسٹرکٹس ہیں وہ اس میں ہیں لیکن یہ اُس وقت سے ہیں میرے دور سے پہلے کی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ Minister for Agriculture۔ جی عزیز اللہ صاحب اپنا سوال نمبر 495 دریافت فرمائیں۔

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سوال نمبر 495۔

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 2018ء تا 2021ء کے دوران پشین اور قلعہ عبداللہ کے اضلاع سے تعلق رکھنے والے کن کن زمینداروں کی زرعی اراضیات پر پختہ نالیاں اور تالاب تعمیر کیے گئے ان کے نام بمعہ ولدیت، نالی و تالاب پر آمدہ لاگت اور کلی/گاؤں کی ضلعوار تفصیل دی جائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: پڑھا ہوا سمجھا جائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جواب ضخیم ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی کوئی supplementary question؟

سید عزیز اللہ آغا: supplementary question یہ ہے کہ جو اراضیات پختہ اور جو نالیاں پختہ کی

گئی ہیں گل اُنکی لاگت کیا بنتی ہے کیا منسٹر صاحب اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب اسپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: آپ کو میں بتا دوں پہلے میں نے کہا تھا اس کی پوری اراضیات پختہ نالیاں،

تالاب مجھے تو اس طرح یاد نہیں ہے میرے خیال سے آپ کو تفصیل دی گئی ہے آپ اُس تفصیل میں دیکھیں۔ اگر اُس میں اگر آپ کا کوئی سوال بنتا ہے تو مجھے وہ بتادیں تو میں پورا amount تو مجھے یاد نہیں رہتا ہے۔ ہم نے آپ کو پشین قلعہ عبداللہ کا وہ دیا ہوا ہے میرے خیال سے وہ آپ کو لکھا ہے کہ جواب آخر پر منسلک ہے۔ اگر آپ اُس کو دیکھ لیں۔ پوری تفصیل بھی ہے اور اگر اُس تفصیل پر آپ کو کوئی question ضمنی بنتا ہے تو مجھے کر لیں وہ تو آپ کو تفصیل ملی ہوئی ہے۔ 495۔ ہم نے اُسی کے مطابق وہ جو تفصیل آپ کو دی ہے وہ سارا اُس میں موجود ہے۔ تو ہر تالاب کی اپنی اپنی جو ہے وہ یہاں پر لکھی ہوئی ہے کہ کتنے ہیں آپ اُس کو total کر سکتے ہیں آپ کے سامنے سارے آجائیں گے۔ ہر تالاب کی اپنی اپنی قیمت لکھی ہوئی ہے وہ جو لاگت ہے وہ لکھی ہوئی ہے ہر اسکیم کی جو پائپ ملی ہوئی ہے اُس کی اپنی لاگت ہے۔ مختلف جگہوں پر مختلف لاگت ہوتے ہیں۔ مختلف sizes ہوتے ہیں 4 انچ کے پائپ جب لگاتے ہیں اُس کا 200 square feet جو ہے ایک اسکیم ہوتا ہے اُس پر مختلف لاگت ہے 3000 انچ جو پائپ لگتی ہے اُس کا مختلف لاگت ہے 75 X 75 کا جب تالاب بنتا ہے اُس کی مختلف لاگت ہے۔ پھر 40 X 40 جتنا مجھے size تھوڑا سا اُس میں فرق شاید آجائے اُس کی مختلف لاگت ہے۔ ہر ایک اسکیم کے سامنے اُنکی لاگت بھی لگی ہوئی ہے اُنکی تفصیل بھی ہے اُس آدمی کا نام بھی ہے سب کچھ ہے اگر آپ کہتے ہو تو میں ٹوٹل کر کے پھر آپ کو بتا دوں گا۔

سید عزیز اللہ آغا: بڑی نوازش۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ سید عزیز اللہ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 496 دریافت کریں۔ 496 آپ بول دیں۔ اور جب آپ لوگ باتیں کرتے ہیں تو Chair کو address کریں آپس میں باتیں نہ کریں۔

سید عزیز اللہ آغا: سوال نمبر 496۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

سال 2018 تا 2021 کے دوران قلعہ عبداللہ اور پشین کے اضلاع سے تعلق رکھنے والے کن کن زمینداروں کے حق میں کس قدر بلڈوزر آوزر جاری کیے گئے ان کے نام بمعہ ولدیت، تعداد گھنٹے اور کھلی/گاؤں کی سال و ضلعوار تفصیل دی جائے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: پڑھا ہوا سمجھا جائے۔ (جواب موصول ہونے کی تاریخ 3 اگست 2021)

محکمہ زرعی انجینئرنگ کی جانب سے سال 2018ء تا 2021ء کے دوران قلعہ عبداللہ اور پشین کے اضلاع سے تعلق رکھنے والے جن جن زمینداروں کے حق میں بلڈوزر آوزر جاری کیئے گئے کے نام بمعہ ولدیت، تعداد گھنٹے اور کھلی/گاؤں کی سال و ضلعوار تفصیل ضمیمہ ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: supplementary؟

سید عزیز اللہ آغا: اس میں گزارش یہ ہے کہ مختلف لوگوں کو Hours دیئے گئے ہیں لیکن یہ ہے کہ بعض لوگوں کو 1 ہزار تک کے گھنٹے دیئے گئے ہیں ایک آدمی کو 20 گھنٹے دیئے گئے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: جناب اسپیکر! اس میں اس طرح ہے کہ ہر آدمی اپنی demand بھیجتا ہے مجھے 200 گھنٹے کی ضرورت ہوتی ہے اُنکی زمین ہموار ہونے میں 200 گھنٹے لگتے ہیں کسی کے 500 لگتے ہیں کسی کے 300 لگتے ہیں کسی کے 50 میں۔

جناب اسپیکر: کسی کی زمین بڑی ہوتی ہے کسی کی چھوٹی ہے۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوز: 50 میں اُنکا کام complete ہوتا ہے تو اس حساب سے اُنکے application آتے ہیں۔ میں نے آپ کو دیدیا ہزار گھنٹے آپ پھر اپنے بندوں سے پوچھتے ہیں کہ جی کتنے کتنے میں آپ کا کام ہوتا ہے آپ پھر distribute کرتے ہیں اُس کے نام کی اُس کی payment ہوتی ہے اور جو percentage ہے وہ جمع کر کے اُس کے مطابق وہاں Deputy Director اُنکے لئے bulldozer چلاتے ہیں یہ اس لئے ہوتا ہے کہ کسی کو 100 گھنٹے چاہیے، کسی کو 200 چاہیے، کسی کو 300 چاہیے اُسی کے مطابق ہم یہ distribution کرتے ہیں۔

میر اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر Minister صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ criteria کیا ہے۔ جو dozar hours ہیں اُن کی تقسیم کا criteria کیا ہے۔ کیا وہاں پر لوگوں سے زمینوں کے کاغذات وغیرہ چیک کیے جاتے ہیں کہ کس کی کتنی زمینیں ہیں۔ یا وہاں پر ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کو اتنا با اختیار کیا گیا ہے کہ اُس کی مرضی جس کو۔

جناب اسپیکر: ویسے اس کا جواب تو آپ کو ویسے ہی پتہ ہے۔

میر اختر حسین لاگو: یہ of the record ہمیں پتہ ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ باتیں ریکارڈ پر آجائیں

اس لیے میں minister صاحب سے پوچھنا چاہ رہا ہوں۔ Thank you very much

جناب اسپیکر: جی Minister Agriculture!

وزیر زراعت: جناب اسپیکر صاحب dozer گھنٹوں کا اپنا ایک criteria بھی ہوتا ہے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک جو ہے چیف منسٹر صاحب کے پاس بھی ہوتے ہیں اور ایک ہمارے جو deposit work ہوتے ہیں اُس پر ہوتے ہیں۔ ہر زمیندار خود جاتا ہے پیسے جمع کرتا ہے بینک میں۔ پھر جو ڈپٹی ڈائریکٹر ہوتا ہے وہ

نمبر پر ان لوگوں کے لیے چلاتے ہیں کسی کا نمبر مہینے میں آتا ہے، کسی کا دو مہینے میں آتا ہے اور کسی کا تین مہینے میں آتا ہے۔ اُس کی جو ہے وہ پوزیشن بھی دیکھتے ہیں کہ آیا ان کو سچ میں زمین کے لیے بلڈوزر چاہیے یا نہیں چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر پورا اپنی department کو اعتماد میں لیتا ہے سیکریٹری کو اعتماد میں لیتا ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے زمرک خان صحیح کہہ رہا ہے۔

وزیر زراعت: اس طرح نہیں ہے کہ آپ کو چاہیے تو آپ دینگے تو اُس آدمی کا پتہ اُس ڈپٹی ڈائریکٹر کو پتہ ہے نہ سیکریٹری کو، نہ ڈی جی کو اور نہ مجھے پتہ ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ سب کو پتہ ہے ویسے بھی۔

وزیر زراعت: پھر ہم پوچھتے ہیں اور پورے detail کے ساتھ اُن کا کام کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ سب کو پتہ ہے ویسے بھی۔ میں صبح سے حیران تھا کہ اختر کیسے خاموش ہیں چلو۔ جی زاہد ریکی صاحب!

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir supplementary میرا بھی ہے۔ اس میں میں صرف محترم وزیر صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ پچھلی PSDP میں کوئی 8 لاکھ گھنٹے propose کیے گئے تھے بلوچستان میں جس کے لیے خطیر رقم بھی PSDP میں reflected تھی پچھلے سال۔ تو اُس میں ذرا ہمیں وزیر صاحب بتائیں گے کہ کیا پیش رفت ہوئی۔ اس سال PSDP میں کتنے بلڈوزر hours اگر ہیں یا تو جس طرح لاگو صاحب نے ابھی سوال کیا کہ اگر آپ کے پاس آنے والے دنوں میں بیشک پانچ ہزار یا دس ہزار بھی بلڈوزر hours ہیں تو اضلاع میں انکی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ صوبے سے اضلاع کو تقسیم پھر اضلاع کے اندر پھر further تقسیم جو ہے اس کا طریقہ کار کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی زمرک خان صاحب!

وزیر زراعت: دیکھیں جناب اسپیکر صاحب کچھ چیزیں مجھے یاد بھی نہیں رہتے ہیں تو اگر new question اگر لائیں تو بہت بہتر طریقے سے میں ان کا جواب بھی دے سکوں گا۔

جناب اسپیکر: یہ اس سے related ہے نہ۔

وزیر زراعت: agriculture کا چاہے نالیاں ہیں، چاہے بلڈوزر hours ہیں۔

جناب اسپیکر: اس کو fresh لائیں یا توجہ دلاؤ نوٹس پر لائیں۔ ہماری بھی اصلاح ہوا ہمیں بھی پتہ نہیں تھا اتنا۔

وزیر زراعت: ایک second مجھے سن لیں۔ ہاں ہے اس سال ہوئے ہیں لیکن اتنے نہیں ہیں 8 لاکھ

نہیں 1 لاکھ کا ہوا ہے۔ لیکن مجھے ابھی پوری تفصیل یاد نہیں ہے۔ شاید مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو پھر کہیں کہ جی ریکارڈ پر لے آؤ۔ تو ریکارڈ پر وہ چیز لانی ہے جو صحیح طریقے آجائیں۔ کوئی new question لے آئے میں اُس کا جواب دوں گا اور پورا جو بھی criteria ہے وہ agriculture کے مطابق ہوتا ہے، کسی ضلع میں زیادہ agriculture ہے کسی میں بنجر زمین زیادہ ہے تو اُدھر زیادہ bulldozer hours دیتے ہیں کہیں میں ضرورت نہیں ہوتی وہاں کم دیتے ہیں اسی طرح نالیاں پائپ بھی اسی criteria کے مطابق تقسیم ہوتی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ Minister for Agriculture آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: زابد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 451 دریافت کریں۔

میر زابد علی ریکی: question number 451

☆ 451 میر زابد علی ریکی رکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 1 جون 2021

جواب موصول ہونے کی تاریخ 24 جون 2021

کیا وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ضلع لسبیلہ میں تعینات کردہ آفیسران کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گریڈ، عرصہ تعیناتی اور لوکل / ڈومیسائل کی تفصیل دی جائے؟
وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بلوچستان ضلع لسبیلہ میں تعینات کردہ آفیسران کے نام بمعہ ولدیت، عہدہ، گریڈ اور موجودہ آسامی پر عرصہ تعیناتی اور لوکل / ڈومیسائل کی تفصیل ضمیمہ ہے اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی Minister for Excise and Taxation

وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: آپ کا بھی شکریہ کہ آپ کا دیدار ہوا کافی عرصے سے بول بھی نہیں رہے تھے۔ جی کوئی

? supplementary

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب پشتو میں بات کریں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے میں نے کہا کہ میرے دو تین سوال ہیں اور ملک صاحب بھی آئے ہوئے ہیں تھوڑا۔

جناب اسپیکر: آپ مطمئن ہیں؟

میر زابد علی ریکی: نہیں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب مطمئن ہو جائیں۔

میرزا بدلی ریکی: ملک صاحب یہ کیا ہے جو آپ نے مجھے دیا ہے۔
 وزیر محکمہ ایکسٹرنل ریلیشنز: اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو اور سوال لے آؤ۔
 جناب اسپیکر: اگلے سوال پر جاتے ہیں مطمئن ہیں یا رچھوڑو ملک کو تنگ نہیں کرو۔
 میرزا بدلی ریکی: نہیں جناب اسپیکر صاحب اس پر میں مطمئن نہیں ہوں جناب اسپیکر صاحب یہ جو اس نے دیا ہوا ہے آپ پڑھو کہ کیا ہے اس میں کیا لکھا ہے۔
 جناب اسپیکر: وہ کمرے میں مطمئن کر لیں گے۔ جی اگلا سوال۔ میرزا بدلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 452۔ دریافت فرمائیں۔

میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! میں مطمئن نہیں ہوں۔
 جناب اسپیکر: نہیں ہوئے۔ نہیں اُس نے کہا کہ اپنے office میں آپ کو مطمئن کرتا ہوں۔
 میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب آپ ملک صاحب کو بولو کہ پشتو میں بتادیں۔
 جناب اسپیکر: ہمیں کیا پتہ چلے گا کہ پشتو میں آپ لوگوں نے کیا بولا ہے ایک دوسرے کو۔
 میرزا بدلی ریکی: پھر اُردو میں بتادیں۔
 وزیر محکمہ ایکسٹرنل ریلیشنز: جناب اسپیکر! وہ میرے چیمبر میں آئیں میں اُدھر ہی جواب دے دوں گا۔
 میرزا بدلی ریکی: جناب اسپیکر صاحب یہ اسمبلی میں میرا question آیا ہوا ہے یہ ادھر جواب نہیں دے رہا ہے تو اُدھر کیا کرنا ہے۔

جناب اسپیکر: اُدھر صحیح سمجھا دیں گے کہ اپنے آفیسر کو بھی بلائیں گے۔ اگلے پر آجائیں۔

میرزا بدلی ریکی: Question number 452۔

☆ 452 میرزا بدلی ریکی رکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 1 جون 2021

کیا وزیر ایکسٹرنل ریلیشنز ازراہ کرم مطیع فرمائیں گے کہ، جنوری 2019ء تا دسمبر 2020ء کے دوران ضلع لسبیلہ میں کل کس قدر بڑی، چھوٹی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی رجسٹریشن کی گئی ان کے مالکان کے نام بمعہ ولدیت گاڑی و موٹر سائیکل نمبر اور چیسس نمبر کی تفصیل دی جائے؟

وزیر ایکسٹرنل ریلیشنز: جواب موصول ہونے کی تاریخ 24 جون 2021 محکمہ ایکسٹرنل ریلیشنز بلوچستان ضلع لسبیلہ میں از جنوری 2019ء تا دسمبر 2020ء کل 1084 گاڑیاں رجسٹرڈ ہوئیں ان کے مالکان نام مع ولدیت، گاڑی و موٹر سائیکل نمبر اور چیسس نمبر کی تفصیل ضمیمہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی Minister Excise

وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی کوئی supplementary؟

میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر صاحب میں نے minister صاحب سے question کیا تھا کہ 2019-20ء کے دوران ضلع لسبیلہ میں کس قدر بڑی چھوٹی گاڑیاں موٹر سائیکل رجسٹریشن کی گئی ہیں۔ تو اُس میں question کا answer دیا ہوا ہے۔ ملک صاحب یہ سارے اس میں موٹر سائیکل نہیں ہیں یہ سارے ٹرک اور ٹریلر ہیں اس میں یہ مجھے پتہ نہیں اس میں سارے ٹرک ہیں رجسٹریشن کوئی مجھے بتادے کہ کیا ہے۔

جناب اسپیکر: اُس نے کہا کہ اگلا سوال ٹرکوں کے اوپر آئے گا سارا دے دیا ہے۔

میرزا بدلی ریگی: یہ آپ دیکھیں کہ یہ کیا ہے کیا بلا ہے۔

وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: آپ خود دیکھ لیں سوال کر رہے ہیں جواب میں نے تو دے دیا۔

میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر صاحب اس سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ اس میں سارے اس نے میرے لیے ٹرک لکھے ہیں۔ مجھے ٹرک کو کیا کرنا ہے بھائی۔

جناب اسپیکر: اُس نے یہ دیا ہے اگلا بھی جواب آپ کو دیا ہے کہ آگے ٹرک پر آجائیں تو وہ بھی دے دیا ہے۔

میرزا بدلی ریگی: یہ سارے ٹرک ہیں اور کنٹینرز ہیں دیکھیں۔

وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: نہیں نہیں اُس کا جواب ہے صحیح دیکھو۔

میرزا بدلی ریگی: آپ دیکھیں لسبیلہ میں سارے ٹرک ہیں۔ آپ پڑھیں آپ مجھے بتادیں کہ وجہ کیا ہے؟

وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: اگر آپ جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو پھر دوبارہ سوال سے لے آئیں میں پھر

جواب دے دوں گا۔

جناب اسپیکر: جی اگر مطمئن نہیں ہیں تو fresh question لائیں۔ ملک صاحب کو تنگ نہ کریں

، ملک صاحب اچھا انسان ہے۔

میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر یہ میرا اور اسمبلی کا وقت ضائع کر رہا ہے، منسٹر صاحب اسمبلی کا time ضائع

کر رہا ہے خدا را اس کو بتادیں seriously میرا جواب دیں۔

جناب اسپیکر: وہ بتادے گا نہ وہاں پر جا کے تفصیل سے آپ کو۔

میرزا بدلی ریگی: CM صاحب بیٹھے ہیں، وہ بتادیں کہ لسبیلہ میں خالی ٹرک ہیں۔ موٹر سائیکل نہیں ہیں

گاڑیاں نہیں ہیں۔ ملک صاحب آپ یہ اس question کو پڑھ لیں بتادیں کہ یہ کیا ہے اس میں۔
جناب اسپیکر: چلیں ملک صاحب اس کو دیکھ لینا اگر صرف یہ ٹرکوں کا ہے تو باقی موٹر سائیکلوں کا بھی بھیج دیں۔
وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: کا پی اُس کے ساتھ منسلک ہے۔ آپ خود دیکھیں۔

میرزا بدلی ریگی: میں دیکھ رہا ہوں اس میں خالی ٹرک ہیں۔

وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: نہیں نہیں ٹرک کدھر ہیں۔

میرزا بدلی ریگی: نہیں ہیں آپ دیکھیں ہوم منسٹر صاحب دیکھیں چیک کریں۔ اسپیکر صاحب آپ کے پاس بھی ریکارڈ ہے آپ بھی چیک کریں۔

جناب اسپیکر: چلو اس کو دیکھ لیتے ہیں نہ اگر ٹرکوں کا ہے تو موٹر سائیکلوں کا اگلے اُس میں جمع کرائیں۔

میرزا بدلی ریگی: یعنی ہر چیز چیبر میں جانا ہے یا رخدا کا خوف کھاؤ۔

وزیر محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن: زابد صاحب اور سوال لے آؤ۔

میرزا بدلی ریگی: اسپیکر صاحب میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب سے آپ نے سارے سوالات کر لیے ہیں۔

میرزا بدلی ریگی: میں نے سارے سوال Minister Excise سے کیئے ہیں کہ مجھے آج پورے بلوچستان کی detail بتادیں۔

جناب اسپیکر: میرزا بدلی ریگی آپ اپنا سوال نمبر 453 دریافت فرمائیں۔

☆ 453 میرزا بدلی ریگی رکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 1 جون 2021

جواب موصول ہونے کی تاریخ 24 جون 2021

کیا وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، جنوری 2019ء تا 2021ء کے دوران محکمہ ایکسائز کو گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے رجسٹریشن کی مد میں کل کس قدر آمدنی (ریونیو) حاصل ہوئی سال وار تفصیل دی جائے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن: محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بلوچستان کو سال 2019ء تا 2021ء کے دوران گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی رجسٹریشن اور روڈ ٹیکس کی مد میں حاصل شدہ آمدنی (ریونیو) کی ضلع وار تفصیل ضمیمہ ہے اسمبلی لا بریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

میرزا بدلی ریگی: question number 453 - ملک صاحب یہ کیا ہے۔

وزیر محکمہ ایکسٹرنل ریلیشنز: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میرزا بدلی ریگی: مراہوا؟

جناب اسپیکر: بس جو ہے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ supplementary نہیں کرونا ٹائم ضائع نہ کریں۔

میرزا بدلی ریگی: یہ کہتا ہے کہ مراہوا تصور کیا جائے۔ مراہوا نہیں پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: بس جو بھی ہے۔

وزیر محکمہ ایکسٹرنل ریلیشنز: آپ کیوں ایسے ہو۔

میرزا بدلی ریگی: جناب اسپیکر! ابھی میں زیادہ اس منسٹر صاحب کو تنگ نہیں کر رہا ہوں sir آگے

چلائیں۔ منسٹر بہت اچھے منسٹر ہیں انہوں نے بلوچستان کو اچھی طرح سے چلایا ہے۔

جناب اسپیکر: جی thank you زابد ریکی صاحب۔ بازئی صاحب بڑی مہربانی آپ نے بہت

تفصیل سے جواب دیا۔

وزیر محکمہ ایکسٹرنل ریلیشنز: زابد صاحب اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو پھر میں کاپی اور بھی بھیجو ادوں گا۔

میرزا بدلی ریگی: نہیں مطمئن ہیں بالکل مطمئن ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you منسٹر ایکسٹرنل ریلیشنز

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس،

جناب اسپیکر: جناب ملک نصیر صاحب آپ اپنی توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: میرا توجہ دلاؤ نوٹس۔

جناب اسپیکر: جواب table بھی ہوا ہے۔ اُس سے مطمئن ہیں کہ نہیں؟

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اس میں یہ ہے کہ خاص کر کوئٹہ شہر اور گرد و نواح پر آپ اگر نظر

رکھیں۔ تو اس وقت لک پاس سے لیکر کوئٹہ تک یہ تمام area جو ہے جہاں بھی خالی زمین پڑی ہے وہاں پر کوئی نا

کوئی ہاؤسنگ اسکیم اور یہاں کوئٹہ جب آپ پشتون بیلٹ کی طرف جائینگے۔ تو یہ یارو کو touch کریں گے۔ یہ

میدانی علاقے یہ جتنا بھی خالی ہے یہ سارے ہاؤسنگ اسکیم بن رہے ہیں۔ تو میرے دوست بیٹھا ہوئے ہیں

۔ میرے خیال میں یہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ہاؤسنگ اسکیم ہیں اور ہر ایک نے ایک نا ایک بورڈ

تھما دیا ہے۔ یہاں پہلے سے کوئٹہ کے لوگ جو ہیں 80 فیصد لوگ ٹینکرفافیا کے رحم و کرم پر ہیں۔ بجلی یہاں پر ہے ہی

نہیں۔ گیس جب سردیاں آجاتی ہیں سارے لوگ روڈوں پر نکلے ہوئے ہیں۔ تو صرف اور صرف میرے کہنے کا

مقصد یہ ہے کہ صرف اور صرف 35 ہزار روپے لوگوں سے لیکر ان کو ایک NOC تمہا دینا یہ جو ہے مسئلے کا حل نہیں ہے۔ ہمارے جو پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ خاص کر ہمارا captial ہے یہاں پر اس کی جو position ہے اور اس کی جو حالت ہے یہ قابل رحم ہے۔ اور جس تیزی سے یہاں پر آبادیاں بڑھنے جا رہی ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ یہ planning میں یہ آجاتی ہیں۔ ہمیں کوئی planning کرنی چاہیے یہ شہر ہم سب کا ہے۔ جب ہماری یہاں پر 80 فیصد۔۔

جناب اسپیکر: وہ جواب میں میرا خیال ہے آیا ہوا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جواب یہی ہے کہ یہ 35 ہزار ہم لے لیتے ہیں۔ میرے خیال میں اس نے لئے ہوں گے کچھ لوگوں سے۔ لیکن ان کے بھی نوٹس میں ہوگا کہ ایسے ہزاروں اسکیم بن رہے ہیں۔ جس سے اس نے نہیں لیا ہے۔ وہ میرے خیال میں اس کو admit کریں گے۔ اور لوگ دھڑا دھڑا، اس پر control کا طریقہ کار کیا ہے۔ یہ جب آبادی بڑھے گی جب یہاں پر لوگوں کو کچھ ابھی سے نہیں مل رہا ہے۔ تو پھر اس کے لیے ان کے ساتھ کیا planning ہے۔ وہ کیا کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی QDA for Minister

پارلیمانی سیکرٹری کیو ڈی اے: جناب اسپیکر صاحب! میرے دوست نے جو سوال اٹھایا ہے ظاہر ہے وہ کوئٹہ کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اور میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ اس NOC کے لیے جو بھی apply کرتا ہے۔ کیو۔ ڈی۔ اے میں اور اس کا ایک طریقہ کار ہے۔ اور اس طریقہ کار کے مطابق اگر وہ ساری چیزیں مکمل کرے گا۔ پھر اس کو NOC ملتی ہے پھر اس کو واپڈ اور گیس کمپنی جو ہے اس کو بجلی بھی وہاں پر لگانے اور گیس کے connection بھی دینگے۔ اگر جس نے connection نہیں لی ہے۔ QDA department نے باقاعدہ کیس QESCO کو، واسا کو اور اس کا کیا نام ہے کیس کو letter لکھے ہوئے ہیں SSGC کو۔ کہ جی آپ نے NOC نہیں دینی ہے جب تک QDA کی اجازت نہ ہو۔ اور جیسے دوست بتا رہے ہیں کہ اس طرح کوئی 2 سو سے ڈھائی سو اسکیمیں ہیں۔ جو مثال کے طور پر کوئٹہ شہر کے پورے کوئٹہ شہر میں کوئی چھوٹی بڑی ملے کہ جنہوں نے نئی اسکیمیں بنائی ہیں اور QDA میں apply نہیں کی ہے۔ تو اس پر مزید ہم لوگوں نے کافی اسکیموں کو seal کر دیا ہے اور کچھ پر FIR کاٹ دیئے ہیں۔ اور میں یہ بھی چاہوں گا اگر آپ رولنگ دیدیں۔ تو next میں ان کو بالکل میں تفصیلات بھی دوں گا۔ اور آپ یہ بھی رولنگ دیں کہ غیر قانونی جو بھی اسکیم ہے۔ اور ہمیں اجازت دی جائے تاکہ بالکل ہم ان کو seal کر دیں۔

جناب اسپیکر: thank you جنگلات کے بارے میں توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ لوئی صاحب جواب دیدیں۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ جام صاحب بھی یہی پر ہیں جنگلات کا منسٹر زیزی زيارت میں بہت اچھا ایک پرانا ہٹ بھی ہے اور نیا construction بھی ہوا ہے۔ اُن کا کوئی والی وارث نہیں ہے کوئی اُن کے رکھوالے نہیں ہیں مطلب ابھی وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہے ہیں۔ تو kindly آپ جنگلات کے ڈیپارٹمنٹ کو ہدایات دیں۔ کہ اُن کے لیے پوسٹیں اور وہ ان کی نگرانی کریں تاکہ وہ خراب نا ہو۔ بڑا اچھا وہاں پر ابھی recently تعمیر ہوئے ہیں۔ زیزی زيارت سے آگے زیزی ایک point ہے۔ نہیں یہ بابا خرواری سے آگے ہے۔ وہاں پر اچھی construction ہوئی ہے اور اچھا بنایا ہے۔ اگر اُس کو سنبھالیں نہیں تو خراب ہو جائے گا۔ یہ جام صاحب سے kindly پوسٹیں بھی کرا دیں۔ تاکہ وہاں پر اُن کی وہ بہتر ہو جائے۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں؟ اذان کے بعد۔

(اذان مغرب)

جناب طاہر شاہ کا کر سیکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز خان کا کر صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولوی نور اللہ صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور

کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر یونس عزیز زہری صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔ کل ایوان کی مجلس کی تشکیل

جناب اسپیکر: قائد حزب اختلاف، قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ 170 (د) کے تحت گل ایوان کی مجلس تشکیل دی جائے جس میں PSDP-2021-22ء پر اپوزیشن کی جانب سے تفصیلاً بحث اور تجاویز پیش کی جاسکیں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! اس کی اہمیت کے بارے میں۔۔۔

جناب اسپیکر: ابھی تحریک تو پیش کیا ہے نا، ایوان سے اجازت لینا باقی ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! اس میں یہ position ضرورت اس بات کی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اس میں اجازت تو لیں گے House سے، کیسے ہو سکتا ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تحریک کو پیش کرنے کی

ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ یہ جناب کے سامنے رکھیں گے اُس کے بعد استصواب رائے کے لیے جائے۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ نے پیش کیا ہے نا ابھی اس پر بحث نہیں کر سکتے۔ وہ آپ کو بحث کے لیے

time دینگے ناں۔ اپوزیشن لیڈر ہووہ جو کچھ کریں؟ نہیں بات نہیں ہو سکتی کس طرح۔ یہ passing کی طرف جاتا ہے، ایوان کی۔ وہ تو ہم نے پڑھا ہی نہیں ہے آپ اپنا rule بنا لیتے ہو۔ ملک صاحب آپ تو سینئر بندے ہیں قانون دان ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! یہ جو ہماری گزارشات ہیں یہ ہوں گی۔ اُس کے بعد پھر جب اس پر استصواب رائے ہوگا۔ آج تو جو ہاؤس کو committee room بنا نہیں گے۔ جناب اسپیکر: تو ابھی ایوان سے اجازت لینگے۔

قائد حزب اختلاف: میری گزارش یہ ہے کہ پہلے تو ہمیں ہماری اس تحریک کو پیش کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ جناب اسپیکر صاحب تین سال سے۔

جناب اسپیکر: آپ نے خود کہا تحریک پیش کر رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: ہمارے ساتھ مسلسل زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے تحریک پیش کیا ملک صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! آپ اس House کے Custodian ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ نے کہا تحریک پیش کروں۔

قائد حزب اختلاف: یہ ہماری آخری آواز ہے جس کو ہم ایک۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں rule میں کہاں پہ لکھا ہوا ہے کہ آپ تحریک پیش کر رہے ہیں اور اُس پہ بحث کریں۔

قائد حزب اختلاف: اس حوالے سے ہم یہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ہماری گزارش ایک حقیقت پر مبنی ہے تو پھر اُس کے لئے۔۔۔

جناب اسپیکر: دیکھیں آپ نے جو کچھ لایا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔

قائد حزب اختلاف: اگر اُس سے پہلے آپ اس کو kill کریں گے تو وہ اس طرح ہوگا۔

جناب اسپیکر: کیسے kill کریں گے ہاؤس کی اجازت چاہیے۔ ملک صاحب! آپ خود قانون دان ہیں آپ کو ایک ایک چیز کا پتہ ہے کیوں Chair کو امتحان میں ڈالتے ہو۔

قائد حزب اختلاف: ہم Chair کو امتحان میں نہیں ڈالتے ہیں جناب۔ Chair کو اپنے اختیارات بھی ہیں۔ میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک آدمی کا نام تھا اللہ داد۔

جناب اسپیکر: Chair کا اختیار وہی ہے جو گورنمنٹ کا اختیار ہے۔

قائد حزب اختلاف: ایک آدمی کا نام تھا اللہ داد تھا۔ تھوڑا سا مظلوم تھا میری طرح۔ اور نام پوچھنے والا جو تھا وہ مضبوط، چست اور معاملہ فہم تھا۔ تو اُس سے نام پوچھا تو اُس نے کہا اللہ۔ تو اُس نے ڈنڈا اٹھایا تو تم اپنے آپ کو اللہ کہہ رہے ہو؟ تو اُس نے آہستہ سے کہا کہ جی داد تک مجھے چھوڑو تاکہ میرا نام اللہ داد ہو جائے تو میں اپنی کیفیت آپ کو بتا دوں۔ میری گزارش یہ ہے۔

جناب اسپیکر: please اپنی سیٹوں پر بیٹھ جائیں۔

قائد حزب اختلاف: کہ یہ واحد۔

جناب اسپیکر: مٹھا خان صاحب آپ سب اپنی سیٹوں پہ تشریف لے جائیں۔

قائد حزب اختلاف: یہ وہ آخری آئینی اور قانونی ہماری۔

جناب اسپیکر: مٹھا خان please۔

قائد حزب اختلاف: آپ کے سامنے رکھی ہے۔

جناب اسپیکر: مٹھا خان صاحب! آپ please تمام ہاؤس آرڈر میں ہو جائے اور ایک اہم

important issues ہے۔

قائد حزب اختلاف: تین سال سے ہمارے ساتھ یہ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ ہم نے مئی میں یہاں

درخواست کی یہ جو قانون ہے اس کو بھی لتاڑا گیا۔

جناب اسپیکر: وہ ملک صاحب! وہ بہت دفعہ آپ نے کیا وہ چھوڑ دو نہ وہ تو ہو گیا اُس کو اب چھوڑ دو

main اس پر آ جائیں۔

قائد حزب اختلاف: دیکھئے جناب! ہم نے 115 الف کی کاروائی جناب کے سامنے رکھی اُس وقت ہم نے۔

جناب اسپیکر: چلو اب main ایجنڈے پہ آ جائیں۔ ملک صاحب please۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! اُس وقت بھی ہم نے چیخ چیخ کے جناب آپ سے گزارش کی کہ اس کے

لئے pre-budget کے لئے ٹائم رکھا جائے۔

جناب اسپیکر: وہ ملک صاحب آپ نے سود دفعہ کہا ہے please آپ main ایجنڈے پہ آ جائیں

میں ایجنڈے پہ۔

قائد حزب اختلاف: اس قاعدے کے تحت آپ اس کو۔

جناب اسپیکر: آپ بات کریں main ایجنڈے پہ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے پاس آخر کون سی بات رہ گئی یہ وہ آخری جو ہم جو آپ کے سامنے گزارش کر رہے ہیں۔ کہ وہ آخری جمہوری جو اعلیٰ معیار کی بات ہے جس کو تھوڑا بہت بھی جمہوری روایات کا پاس ہو تو وہ ہماری اس گزارش پہ ہماری بات کو بھی سننے کا اور جب استصواب رائے کریں گے تو اگر کسی میں ذرا بھر بھی وہ انصاف کا تھوڑا سا مادہ ہو تو وہ ہمارے ساتھ اس معاملے پر ہماری اس تحریک میں ہمارا ساتھ دے گا۔ ہم کیا کریں جناب اسپیکر صاحب! جب ہم سارے قانونی۔

جناب اسپیکر: جی آپ بات کر لیں ناں۔

قائد حزب اختلاف: اور آئینی راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ کر لیں ناں۔

قائد حزب اختلاف: جب آپ ساری باتیں آپ جناب کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب! دھڑا دھڑ کیوں کر رہے ہیں آپ main ایجنڈے پہ آ جائیں ناں۔

قائد حزب اختلاف: ہماری بات کو سننے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا تو ہم کہا جائیں آپ ہمیں بتائیں کہ ہم کس طرف جائیں؟

جناب اسپیکر: آپ بات کر لیں ناں۔ ملک صاحب کیوں اس طرح آپ اُسی پہ کر لیں ناں۔

قائد حزب اختلاف: جناب میں تو یہی عرض کر رہا ہوں کہ اس لیے اس کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ ہماری اس

تحریک کی اس لیے ضرورت پڑی ہے جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم نے 115 (الف) کی تحریک

جناب کے سامنے پیش کی۔ وہ بھی جناب اگر میں اس کو اس لئے پڑھوں گا کہ کس طریقے سے ہمارے ساتھ اس

ہاؤس میں کس طریقہ کا ظلم ہوا۔ وہ جناب آپ کے سامنے میں اس لئے پڑھنے کی ضرورت محسوس کروں گا۔

جناب اسپیکر: جام صاحب آپ کا توجہ چاہیے سی ایم صاحب قائد ایوان صاحب تو وہ جو چاہئے آرٹیکل

کے متعلق بات ہو رہی ہے۔

قائد حزب اختلاف: یہ جناب 115 (الف) ہے۔ ان قواعد میں شامل کسی بات سے قطع نظر

وزیر قانون و پارلیمانی امور وزیر خزانہ کی مشاورت سے کارروائی کی فہرست میں عمومی بحث کو شامل کریں گے۔

جس کے ذریعے اسمبلی کے اجلاس میں آئندہ میزانیہ کے لیے ارکان کی تجاویز طلب کی جائیں گی جو ہر سال

فروری تا اپریل کے مہینوں کے دوران منعقد ہوگا۔ یہ قانون کا تقاضا ہے یہ آپ کا ان rules کا تقاضا ہے۔ یہ

ہم نے یہاں پیش کیا اور میرا خیال ہے جناب اسپیکر 15 دفعہ سے زیادہ ہم نے یہ گزارشات کی۔

جناب اسپیکر: pre budget session -

قائد حزب اختلاف: لیکن اُس پہ کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ پھر ہم نے ایک ریکورڈیشنڈ اجلاس بلایا 14-6 کو اُس میں بھی خالصتاً ہم نے یہ بات کی یہ قانون کا تقاضا ہے pre-budget session مقرر کیا جائے تاکہ یہ جو دنیا کے سامنے بھی ساری تفصیلات آجائے۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب وہ ہو گیا۔ وہ ہو گیا چلا گیا ابھی۔

قائد حزب اختلاف: اراکین کو کس طریقہ سے لتاڑا جا رہا ہے کس طریقے سے اُن کو۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب وہ ہو گیا ناں اب آپ ایوان سے کیا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف: جناب تو ہو گیا، تو وہ کیا قانونی ہوا۔ آج کی بات جو ہم کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اب آپ ایوان سے کیا چاہتے ہیں ایوان سے۔

قائد حزب اختلاف: اُس کے بعد پھر 14 جون کو ہم نے ریکورڈیشنڈ اجلاس میں بھی اس کا مطالبہ کیا یہ بھی نہیں ہوا۔ پھر اُس کے بعد 18 جون کو یہ بجٹ پیش ہوتا ہے اُس وقت بھی ہم نے یہ گزارش کی ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ تو بجائے اس کے کہ ہماری بات سنی جاتی۔ بجائے اس کے کہ ہمارے اس احتجاج کو وقعت دی جاتی۔ ہم پریکٹر بند گاڑی چڑھائی گئی ہمیں مارنے کی کوشش کی گئی۔ آج تک دنیا کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا ہے اس کے بعد جناب ہمارے خلاف اس ظالم حکومت نے FIR بھی درج کی اور ہمیں مجبوراً تھانے میں بھی جانا پڑا، 14 دن ہم تھانہ میں رہے اس کے بعد ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ یہ ادھر جو بیٹھے ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: آپ نے بھی تو تالا لگایا تو کیا کرتے؟

قائد حزب اختلاف: ساری دنیا کی نظر میں بھی قانون کی نظر میں بھی یہ اس طرف جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کی اور ان کی قانونی حیثیت میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے یہ ایم پی اے ہیں وہ بھی ایم پی اے ہیں۔

جناب اسپیکر: ملک صاحب آپ track سے جا رہے ہیں آپ پھر نہ دوسروں چیزوں میں جا رہے ہیں آپ main ایجنڈے پہ آ جائیں ناں۔

قائد حزب اختلاف: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری میرے علاقے میں میرے ساتھ ظلم ہوا ہے ان تمام 23 علاقوں کے جو اراکین ہیں ان کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ اس ظالم کو ہم اس ہاؤس میں لائیں گے۔ اُس کے بعد آپ استصواب رائے کے لیے بیشک آپ رکھ دیں اگر ان ساتھیوں نے اس کے باوجود کہ ہمارے ساتھ اتنے مظالم ہوئے ہیں ہمارے ساتھ اتنی زیادتی ہوئی ہیں ہمارے ساتھ غیر جمہوری غیر انسانی سلوک ہوا ہے اس کے

باوجود بھی اگر وہ ہمارے پھر خلاف ووٹ دیتے ہیں وہ پھر ان کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ۔

قائد حزب اختلاف: لیکن اس حد تک ہمارا یہ حق بنتا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ ایوان سے request کریں کہ آپ کے قرارداد کو ووٹ دیں۔

قائد حزب اختلاف: یہ جناب اسپیکر صاحب 2020-21ء میں اس وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں جو انہوں نے P&D بنائی ہوئی ہے سی ایم ہاؤس میں وہاں یہ ہمیں تمام اراکین کو انہوں نے کہا کہ آپ اپنی تجاویز بھیج دیں۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر یہ اسمبلی جو ہے ایک روز آف پروسیجر کے تحت چلتا ہے ملک صاحب کا حق ہے کہ اُس نے۔۔۔

قائد حزب اختلاف: میں یہ عرض کرتا ہوں جناب اس طریقے سے مزید آپ ہمیں دبا نہیں سکتے ہیں۔ آپ کا زور جتنا تھا آپ نے چلایا آپ اس سے مزید اور زور چلائیں۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ ظہور صاحب۔ ریکی صاحب پلیز۔ آپ ایوان سے ریکویسٹ کریں کہ آپ کی تحریک کو منظور کرے۔

قائد حزب اختلاف: اس فورم پر آ کر ضرور بیان کریں گے جناب اسپیکر 2020-21ء کے ہم سے انہوں نے اپریل میں 30 اپریل کو انہوں نے ہم سے تجاویز لی۔ ہماری وہ تجویز ایک بھی ایک بھی یہ میرا اور اس طرح ان 23 ساتھیوں کے یہ سارے ہم نے تجاویز دیئے۔ ایک بھی شامل نہیں ہوا۔ اس سال جناب اسپیکر صاحب پھر انہوں نے تجاویز مانگی یہ میری تجاویز ہے اور اس طرح یہ جو 23 ایم پی اے ہیں ان سب کی یہ تجاویز اپنے علاقے کے لوگ مسائل کی طرف۔

جناب اسپیکر: وہ تو گورنمنٹ کا حق ہے مرضی ہے جو تجاویز لیں نہ لیں۔

قائد حزب اختلاف: اگر ہم یہ نشان دہی یہاں بھی نہ کرے اگر ہم یہ نشان دہی ہم آپ کے سامنے نہ رکھے تو دنیا کے سامنے ظلم اور بربریت کو نہ رکھیں تو کہاں رکھیں۔

جناب اسپیکر: اس تحریک کو ایوان میں اجازت لینا نہیں اس پر ابھی تک وہ نہیں ہو سکتا ہے نہیں پھر میں اُس پہ جاؤں گا۔

قائد حزب اختلاف: میں یہ عرض کرتا ہوں جناب کہ یہ۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اس پہ بات نہیں ہو سکتا ہے نہیں بات پہلے تحریک کو تو نہ مٹا دیں باقی آجاتے ہیں۔
 جناب ثناء اللہ بلوچ: میں آ رہا ہوں 170 (د) پر آپ اردو والا کھولیں rule of procedure تحریک پہ بات ہی نہیں کر رہے جو تحریک منظور ہوگی اُس کے بعد کا جو content ہے یا موضوع ہے وہ تو بالکل important ہے بلوچستان کے حوالے سے۔ ابھی ہم بات کر رہے ہیں rule of procedure کو سمجھنے کی۔

جناب اسپیکر: وہی آپ نے تحریک لایا اُس میں rule of procedure دو علیحدہ ٹاپک ہیں۔
 جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ کا کام ہوتا ہے عدالت کی طرح دو منٹ کے لیے خاموشی سے آپ سنیں۔
 جناب اسپیکر: میں نے rule کے مطابق جانا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: یہ تحریک لائے کیونکہ بلوچستان کی تاریخ میں نہیں آیا ہے۔ ہے آپ کے rule of procedure میں؟۔ کوئی نہیں لایا۔ آپ تو حالات کو سمجھیں جناب اسپیکر صاحب۔
 جناب اسپیکر: حالات کو کیوں نہیں سمجھتے ہیں آپ حالات سے باہر جاتے ہیں۔
 جناب ثناء اللہ بلوچ: اب میں دو منٹ کے لئے آ رہا ہوں جناب والا دیکھیں اس تحریک کا بنیادی مقصد اس کو میں آپ کے لیے پڑھتا ہوں اردو میں۔

جناب اسپیکر: وہ سنایا گیا ہے prebudget session والا۔
 وزیر خزانہ: rule of procedure کی بات کر رہے ہیں (d) 170 آخر میں پڑھیں جب تک ہاؤس۔۔۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آخر سے پہلے بھی کچھ ہے ناں۔
 وزیر خزانہ: جب تک ہاؤس اجازت نہیں دے گا اُس وقت تک آپ table نہیں کر سکتے۔
 جناب ثناء اللہ بلوچ: آخر سے پہلے کیا ہے؟ آخر سے پہلے بھی پڑھیں ناں۔

وزیر خزانہ: provided that

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ کو ووٹنگ کی پڑی ہوئی ہے۔ ہمیں بلوچستان کی پڑی ہوئی ہے آپ کو ووٹنگ کی پڑی ہوئی ہے۔ میری بات سنیں۔ جناب اسپیکر میں اس کو پڑھ رہا ہوں۔ قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف جو بھی دیکھئے یہ بہت important ایک rule ہے آپ کے Rules of Procedure میں۔
 جناب اسپیکر: وہ سارے سب کے پاس ہیں۔ سب پڑھے لکھے ہیں الحمد للہ۔ بازنئی صاحب بھی اس کو

سمجھتا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! آپ اس کو سنیں۔ تاریخی حوالے سے آپ کے کندھوں پر اہم ذمہ داری ہے یہ الگ بات ہے کہ ذمہ داری کو محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف یہ کوئی ممبر بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اس کی اہمیت 170 (د) کی مختلف ہے۔ قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف جو بھی معاملہ ہو، کی تحریک پر کل ایوان کی مجلس۔ آپ کو پتہ ہے کل ایوان کی مجلس کیا ہے۔ کہ دنیا کے اندر جتنی بڑی Parliaments ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ بتادیں ہمیں۔۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر! میری بات سنئے۔

جناب اسپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو پتہ نہیں ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب یہ ہم نے لیا کہاں سے ہیں۔ 170 (د) کا قانون ہمارے ہاں آیا کیسے، یہ کوئی عام چیز نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت) یہ کوئی قرارداد نہیں ہے کہ آپ اس پروٹنگ کروا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر: آیا قاعدہ نمبر 170 (د) کے تحت کل ایوان کی مجلس تشکیل دی جائے۔ جس میں اپوزیشن کی جانب سے پی ایس ڈی پی 2021-2022 پر تفصیلی بحث اور تجاویز پیش کی جائیں۔

جناب اسپیکر: جو اس کے مخالف ہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں۔ (مداخلت۔۔ شور۔ مداخلت)

جناب اسپیکر: رولنگ نہیں ہمیں ایوان کی اجازت چاہیے۔ جو اس کے مخالف ہے وہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب رگن لیں۔ گنتی کے بعد (ٹیبیل بجائی گئیں)

جناب اسپیکر: تحریک نام منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: لہذا قائد حزب اختلاف کی جانب سے پیش کردہ تحریک کو نمٹا دیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد منجانب: جناب اصغر خان اچکزئی، محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ اراکین اسمبلی

جناب اسپیکر: جناب اصغر خان اچکزئی، محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک

اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کرے۔

جناب اسپیکر: اگر اسمبلی کی کارروائی کو اپوزیشن کی مرضی کے مطابق چلائیں تو ٹھیک ورنہ یہ واک آؤٹ

کرتے ہیں۔ جبکہ ہم نے قانون سے بالاتر ہو کے پھر بھی ان کو موقع دیا۔

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات): جناب اسپیکر صاحب یہ آپ کو dictation دے رہے ہوتے ہیں this is wrong کہ ہر چیز میں کہ جی ایسے ہو رہے ہیں ویسے ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ بھی dictation دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات: یہ dictation نہیں ہے آپ نے بولنا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں dictation تو کوئی نہیں دے سکتا ہے چیئر کو۔ وہ بتا رہے ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات: تو یہ یہاں پر بیٹھ کر dictation دے رہے ہوتے ہیں کہ اسپیکر غلط کر رہے ہیں یہ طریقہ نہیں ہوتا ہے جس طرح یہ بات کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی محترمہ شاہینہ کا کڑ صاحبہ۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مشترکہ مذمتی قرارداد

ہر گاہ کہ عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی کمیٹی کے رکن ملک عبید اللہ کاسی جنہیں مورخہ 26 جون 2021 کو نامعلوم مسلح اغواء کاروں نے کلی کتیر کچلاک سے گن پوائنٹ پر اغواء کیا تھا کو مورخہ 5 اگست 2021 کو تاوان نہ ملنے پر اغواء کاروں کی جانب سے انہیں انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا ہے۔ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ لہذا یہ ایوان موصوف کی بہمانہ شہادت کا نہ صرف پر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہے بلکہ حکومت سے مطالبہ بھی کرتا ہے کہ اس واقعے میں ملوث تمام کرداروں، قاتلوں کو بے نقاب کرتے ہوئے ان کو فوری گرفتار اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئیندہ اس قسم کے واقعات رونمانہ ہو سکیں۔ نیز یہ ہم سب اس ایوان دعا بھی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ محرکین میں سے کوئی اس کی Admissibility پر۔۔

محترمہ شاہینہ کا کڑ: اس سلسلے میں شہید ملک عبید اللہ کاسی کو جو تقریباً ایک مہینے سے اغواء کاروں نے کلی کتیر کچلاک کے علاقے میں اغواء کاروں نے اغواء کر لیا۔ اور 5 تاریخ کو اس کے لاش سرانان سے ملی ہے۔ تقریباً عوامی نیشنل پارٹی نے تین چھ مہینے سے ہم لوگوں کے پارٹی کے دو اراکین کو شہید کیا گیا ہے۔ پہلے اسد خان اچکزئی چمن سے آتے ہوئے راستے میں اغواء کیا اور بعد میں اس کی لاش ملی۔ اور بعد میں کل عبید اللہ کاسی کو شہید کیا اور عوامی نیشنل کے پارٹی کو اس کا لاش ملی اور ہم صوبائی حکومت سے گزارش کرتے ہیں اور یہ کہ عبید اللہ کاسی کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور جن قاتلوں کو گرفتار کیا اس کو سزا دی جائے۔ بس ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں حکومت سے اور آخر میں ایک بار پھر شہید عبید اللہ کاسی کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں اور اس کے لواحقین کو اللہ تعالیٰ صبر

دیں اور اللہ اس کو جنت الفردوس میں جگہ دیں۔

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ میڈم۔ اچھا پہلے mover کون کون ہے۔ اصغر اچکزئی۔ ملک نعیم کے بعد زیرے صاحب۔ ملک نعیم صاحب بہت Important ہیں۔

ملک محمد نعیم بازی (مشیر ایکسٹریڈیکٹیشن): شکر یہ سر، سب سے پہلے میں ملک عبداللہ کاسی کو خارج عقیدت پیش کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اس کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دیں۔ اور ملک عبداللہ پر بہت ظلم و تشدد کیا گیا۔ ایسے ظالم مجرموں کو سخت سزا دی جائے اور ان عناصر کو نشان عبرت بنایا جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے۔ میں خاص کر وزیر اعلیٰ جام صاحب سے درخواست کرتا ہوں اور وزیر داخلہ سے اور اس کو ذاتی دلچسپی لے اور سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسا ظلم اور جبر نہیں کرے اور یہ عوام کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ پھر عوام اس پر جو ہے ہر جگہ میں یہ لاشیں اٹھا رہے ہیں یا ظلم ہو رہا ہے۔ یہ کڑیاں ختم ہونی چاہیے اور اس کو نشان عبرت بنایا جائے تاکہ لوگ عوام خوش رہیں۔ تاکہ گھروں میں رہیں علاقے میں رہیں۔ یہ کڑیاں ہے یہ ہر جگہ میں ہیں یہ ایک تو نہیں ہے یہ تو دس پندرہ پورا جو ہے گینگ ہے اس کا۔ تو ان کو جو ہے پکڑنا چاہیے اور سخت سے سخت سزا دی جائے۔ اور یہ جو ہے چند دنوں میں آپ جو ہے اس کا اعلان کریں گے اور پریس کانفرنس بھی کریں گے۔ آپ سے یہ توقع ہے۔ مہربانی۔ بہت بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: وزیر اعلیٰ جو پکارا گیا ہے قائد ایوان جام صاحب ہیں تو وزیر داخلہ اس کو correct کر لیں۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکر یہ جناب اسپیکر۔ یقیناً آج جو مذمتی قرارداد ہمارے دوستوں نے لایا ہے میں اپنی جانب سے اپنی پارٹی پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی جانب سے اس تعزیتی قرارداد جس کی میں بھرپور طریقے سے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ یقیناً ملک عبداللہ کاسی صاحب ایک سیاسی کارکن تھے اور برسوں سے ہم ایک دوسرے کو جانتے تھے جب ہم یونیورسٹی میں تھے وہ ہم سے سینئر تھے وہ پی ایس ایف میں تھے ہم پشتونخوا اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن میں تھے اور وہ son of soil ہے اس کوئٹہ شہر کے وہ مالک ہے جناب اسپیکر 26 جون کو ملک عبداللہ کاسی کو مین شاہراہ کوئٹہ کچلاک جب وہ گھر سے نکلے ہیں بالکل main شاہراہ کے نزدیک ان کو اٹھایا گیا۔ 26 جون کو اٹھایا گیا اور 5 اگست کو تقریباً 41 دن کے بعد ان کی تشدد زدہ لاش ملی ہے اور میں خود hospital کل گیا جس طرح اُس پر تشدد کیا گیا ہے میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کو بھوکا رکھا گیا اس کو پیاسا رکھا گیا، ان پر تشدد کیا گیا، ان کے سر پر چوٹیں آئی، ان کے شہادت کا واقعہ ہوا۔ جناب اسپیکر! اس سے

پہلے آپ کو پتہ ہے کہ سترہ جون کو کوئٹہ کے main شہر میں ہمارے پارٹی کے اور سب قوموں کی توانا آواز عثمان خان کا کڑ پر حملہ کیا گیا۔ پھر 21 جون کو ان کی شہادت ہوتی ہے اس سے پہلے کئی ایسے واقعات ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ حکومتوں کی کیا ذمہ داری ہوتی ہے جب ایک چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے، وزیر داخلہ ہوتا ہے، پولیس ہوتی ہے اس کے بہت ساری فورسز ہوتی ہیں، اس کی کیا ذمہ داری ہوتی ہے؟ کیا صرف ذمہ داری یہ وہ ان کے خاندان والوں کو طفل تسلیاں دیں کہ 72 گھنٹے میں جو ہے ناں ملک عبید اللہ کو بازیاب کرینگے۔ چھ دن کے بعد کرینگے، نو دن کے بعد کرینگے، تاریخ پر تاریخ دی جا رہی تھی اور پھر آخر کار وہی ہوا جس کا ڈر تھا اور جس کا یہاں آج سے بیس پندرہ دن پہلے ہم اپوزیشن نے یہاں کیا تھا۔ جناب اسپیکر! یہ جس کا قاتل کوئی نہیں ہوتا اس کا قاتل ریاست ہوتی ہے۔ یہ خود ملک کے وزیر اعظم جو بیٹھا ہوا ہے وہ خود اس کے الفاظ ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر ابھی کسی کو پکڑا بھی گیا ہے، جب وزیر داخلہ صاحب دعویٰ کر رہا ہے کہ میں آج پولیس کا نفرس کر رہا ہوں۔ لیکن آپ نے ملک عبید اللہ کا سی کو کیوں نہیں بچایا، اتنی بڑی فورس ستراب روپے سے زائد کی رقم صرف امن وامان پر ہم لگاتے ہیں اپنے غریب عوام کے وہ سب کچھ چھین کر ہم جو ہیں اپنے فورسز کو دیتے ہیں لیکن ان میں اتنی کمال نہیں ہوتی ہے کہ وہ کوئٹہ کے اندر یا آس پاس کے علاقے میں اس کو وہ ڈھونڈ نہیں سکیں۔ لیکن وہ ڈھونڈنا نہیں چاہتے تھے ان کے پاس وہ قصداً ایسا نہیں کرنا چاہے تھے ان کے پاس وہ اس لئے جناب اسپیکر ہم نے بارہا کہا ہے اور کل جنازے میں بھی بہت سارے مقررین نے کہا تھا کہ جو لوگ یہاں مسلح ہو کر گھومتے ہیں جن کے پاس مختلف اداروں کے کارڈ ہوتے ہیں جو دستگرد ہیں جو سماج دشمن عناصر ہیں جو لوگوں سے بھتہ لیتے ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی نہیں ہے اور یہاں پر تو اتنے بڑے اہم بحث کو بھی ہمارے چیف منسٹر صاحب سن نہیں رہے ہیں اتنا بڑا واقعہ ہوا اتنا بڑا اہم سیاسی کارکن شہید ہوا، عثمان کا کڑ شہید ہوا اس کا ہم نے مطالبہ کیا کہ سپریم کورٹ کے چیف وہاں اس کے جج جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کے ذریعہ تحقیقات کی جائے۔ اس کا مطالبہ پورا نہیں ہوا میرے بیٹے کو انعام کیا گیا پولیس کی رپورٹ آپ کے سامنے آگئی کہ اتنی نااہل رپورٹ آگئی ہے۔ جناب اسپیکر! میں اگر صرف دو تین دن کے واقعات آپ کے سامنے رکھوں کتنے اسٹریٹ کرانمر ہورہے ہیں، پرسوں رات مغربی بائی پاس پر عبدالعلی چوک پر واقع ہوا ڈیکیتی ہوئی لوگوں نے خود ہمت کر کے دو چوروں کو گرفتار کیا پولیس کے حوالے کیا۔ اسی طرح جناب اسپیکر اس شہر میں کونسا ایسا واقعہ نہیں ہوا ہے اسماعیل کا کڑ شہید ہوا اس کے قاتل آج تک جو چولر نہ تھا اس کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے اور نجیب اللہ اسحاق زئی شہید ہوا اس کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے اور جناب اسپیکر اس لئے کہ یہ جو حکومت ہے یہ کھٹ پتلی حکومت ہے۔ اس کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اس کھٹ پتلی حکومت کے پاس ان

کے ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اور روکیں ان لوگوں کو جو بد معاش ہیں جو سماج دشمن عناصر ہیں جو لوگوں کو اٹھاتے ہیں۔ زمین اس بیچارے نے ملک عبید اللہ کاسی نے اگر ان کے پاس کوئی زمین اس نے فروخت بھی تھی تو لوگوں کو پتہ چل گیا کہ اس کے پاس پیسہ آگیا، اس کو اٹھالیا تو آپ پہلے کاروائی کریں ان بھتہ خوروں کے خلاف، ان بد معاشوں کے خلاف، ان جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف تب جا کر کے ہم ملک عبید اللہ کاسی جیسے شریف لوگوں کو بچاسکیں گے ورنہ میں آپ کو بتاؤں جناب اسپیکر یہ واقعات اور بھی ہونگے اور بھی یہ واقعات ہونگے کیونکہ روکنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ اور آپ نے دیکھا ملک عبید اللہ کاسی کو جس طرح شہید کیا گیا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے ان کی لاش کو کسی کی ہمت نہیں تھی کہ اس کی لاش کوئی دیکھ سکے تو میں سمجھتا ہوں حکومت وزیر داخلہ صاحب وزیر اعلیٰ صاحب آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں آپ صرف پی ایس ڈی پی تک آپ محدود نہ رہیں۔ جس دن 26 جون کو وہ اغواء ہوتا ہے یہاں اس ہاؤس میں بندر بانٹ ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ اور اس کی کابینہ اور حکومتی وزراء بندر بانٹ میں مصروف ہیں۔ ادھر ملک عبید اللہ کاسی بیچارہ اغواء ہو رہا ہے اور میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اس میں حکومت کی غفلت کی وجہ سے یہ ملک عبید اللہ کاسی شہید ہوا۔ اگر حکومت اور اس کے ادارے صحیح طور پر بروقت کاروائی کرتے تو میں نے اپنے بیٹے کی مثال دی نو دن کے بعد پولیس آفیسر آیا اس کو جو ہے 164 کے لئے وہ عدالت میں پیش کیا یہ Prosecution ہے ان کا، یہ ان کے prosecutor system ہے اور اب بھی مجھے خطرہ ہیں جن ملزمان کو یہ لوگ گرفتار کر رہے ہیں یا کیسے ہیں غلط کمزور Prosecution کی وجہ سے وہ رہا ہو جائینگے کیونکہ یہ ان کا وطیرہ ہے اور یہ اس طرح کرتے ہیں کیونکہ یہ سب ملے ہوئے ہیں یہ پیسے بانٹتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھتہ خوری میں ملے ہوئے ہوتے ہیں اور اس قسم کے پھر واقعات ہوتے ہیں۔ پھر جو ہے ملزم بری ہوتا ہے دو سال کے بعد، ایک سال کے بعد پھر نہ تم نے کچھ کیا نہ۔ تو میں نے کچھ کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک عبید اللہ کاسی کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہوئی ہے، ہم ہماری پارٹی ان کے خاندان کے ساتھ ہے، ان کے ورثہ کے ساتھ ہے اور میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان ڈکیتوں، ان چوروں، ان بد معاشوں، ان سماج دشمن عناصر کے خلاف فوری کاروائی کریں اور ملک عبید اللہ کاسی کے قاتلوں کے ساتھ ساتھ ملی شہید عثمان خان کا کڑ شہید کے قاتلوں کو بھی گرفتار کرے ان کے قاتلوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا ہے اور حکومت وہ یہ سوچنا چھوڑ دے کہ ہم جلسے جلوس کئے، احتجاج کیا کل ان کے چہلم کا عظیم الشان جلسہ ہوگا اس کے بعد سخت اقدامات اٹھائے جائینگے میں مطالبہ کروں گا کہ ملک عبید اللہ کاسی کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور شہید عثمان خان کا کڑ کے قاتلوں کو بھی گرفتار کیا جائے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ زیرے صاحب بہت مہربانی۔ زمرک خان اچکزئی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! حقیقت میں یہ جو قرارد ہمارے پارٹی کی طرف سے پیش ہوئی ہے اس میں مختصراً کچھ باتیں اپنے پارٹی کا حکومت کا اور تھوڑا سا کچھ حقیقت پسندانہ باتیں کر کے اور جو اس دوران کچھ ہوا ہے ان کی بھی تصویر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! ملک عبید اللہ کا سی تقریباً ہمارے تحریک کے ساتھ باچا خان کے خدائی خدمتگار کے تحریک کے ساتھ کوئی 40 سال تک ان کا رشتہ رہا۔ اور اس وقت جب یہ شہید ہوتا ہے اس سانحے تک اس نے کہیں اور قدم نہیں رکھا سوائے اس تحریک کے بغیر۔ اور اتنا شریف آدمی تھا کہ اگر آپ اس کے بارے میں پوچھ لیں تو میرے خیال سے پورا علاقہ اس کی گواہی دیگا کہ آج تک ان سے نہ کسی کو تکلیف ہوئی ہے نہ اس نے کسی کو تکلیف دی ہے۔ شریف النفس انسان تھا ایک آبائی جائیداد تھی ان کی۔ وہ اتنے کچھ زمینیں DHA کو دی تھی اپنی جائیداد پر ان کو قتل کیا گیا، ان کو شہید کیا گیا اور مضبوط ارادے والا انسان تھا۔ وہ اس لیے کہ نظر آتا ہے کہ اس کو جس طریقے سے شہید کیا گیا جس بے دردی سے جس بربریت سے۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمان اور ہماری پشتون اور بلوچ روایات کو تو چھوڑ دو یہ انسانیت میں بھی نہیں ہے۔ یہ درندگی کسی کے ساتھ آج تک میں نے نہیں دیکھی کہ اس کے بدن کے کسی حصے کو ثابت نہیں چھوڑا گیا اس کو اتنا تشدد دے کر کہ وہ اپنی بات سے ہٹتا نہیں تھا یہ اتنا مضبوط انسان تھا۔ اس نے تو ان کو تکلیف دے کر کے ان کو شہید کیا گیا ان کو پیا سا رکھا گیا ان کو بھوکا رکھا گیا۔ آپ نے کل اگر ان کی تصویر دیکھی ہوگی ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھی ان کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر کے اس کو پھینکا گیا تھا۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس طرح کے ظلم اگر کوئی انسان دے کر تڑپتا ہے ان کا دل۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک پیغام دنیا چاہتا ہوں عوامی نیشنل پارٹی 100 سالہ تاریخ رکھتی ہے، میں نے کل کہا کہ میں پیدا نہیں ہوا تھا ہم نے شہادتیں دی ہیں 60 سال میری عمر ہے تو یہ 1919ء سے لے کر فخر افغان باچا خان کی جو تحریک شروع ہوئی تھی انگریزوں کے خلاف۔ ہم نے اس انگریزوں کو بھی اس ملک سے ایک ڈنڈے کے زور پر نکالا ہے ہم نے سرخ پوش ہو کر ان انگریزوں کے خلاف جہاد کی ہیں ہم نے ان انگریزوں کو تشدد کے ذریعے نہیں نکالا ہم نے عوام کی طاقت سے ہم نے ایک منظم تحریک کے ذریعے ان کو نکالا ہے۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ عوامی نیشنل پارٹی اپنے اس moral سے پیچھے ہٹیں گی۔ کبھی نہیں۔ آتے آتے چلتے چلتے پاکستان بن گیا پھر وہاں سے لے کر یہاں تک میں ایک مختصر سی تاریخ آپ کو دیتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! 1947ء سے لے کر جو قربانیاں دی ہیں اس پر تو میں بات نہیں کروں گا لیکن 2008ء سے لے کر

2013ء تک جب پختونخوا میں ہماری گورنمنٹ تھی، ہمارے گورنمنٹ کے دوران ہمارا وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے ہمارے 965 کارکنوں کو شہید کیا گیا۔ اس میں ہمارے منسٹرز بشیر بلور کو اس میں ہمارے میاں افتخار صاحب کے بیٹے کو بلوچستان میں ہمارے جیلانی خان کو ان کے بیٹے کو میرے والد صاحب خود شہید ہوئے اس تحریک میں 1978ء میں۔ میں یہ تاریخ اس لیے بتاتا ہوں کہ ان لوگوں کو پیغام دینا چاہتا ہوں جو اس ملک کے خلاف ہے اس دھرتی کے خلاف ہے جو ہمارے moral کے خلاف ہے، جو ہمارے نظریے کے خلاف ہے۔ ہم کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے، اس طرح عبید اللہ کاسی کی طرح ہم نے ہزاروں شہداء دیئے ہوئے ہیں اس زمین پر۔ اس میں اس کے ساتھ جو ہمارے اسپیکر صاحب! جو اس پارٹی کے ساتھ ظلم ہوا ہے، میں آپ کو بتا دوں کچھلی گورنمنٹ میں بھی ہمارے گورنمنٹ میں بھی۔ ہمارے لوگوں کو شہید کیا گیا ہمارے کراچی میں جو الیکشن ہولڈر تھے ٹکٹ ہولڈر تھے ان کو بھی نہیں چھوڑا ہمارے کونٹے میں ہماری یہ بیٹھی ہوئی ہے ہماری بہن اس کے بھائی کو شہید کیا گیا ہمارے قاسم خان کو شہید کیا گیا ہمارے کچلاک میں ہمارے چمن میں۔ کوئی ہمارے ایسے لوگوں کو نہیں چھوڑا گیا جو آواز اٹھاتا ہے یکجہتی کا اور قومی تحریک کا۔ اسد خان کو شہید کیا گیا جو آپ کو پتہ ہے کہ ابھی اسی گورنمنٹ میں اس ملک کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں اس دھرتی کے خلاف سازشیں ہوتی ہیں۔ ہماری پارٹی کے خلاف سازش ہوتی رہتی ہیں ہم کو چُپ کرانے کے لیے اس طرح کے حربے استعمال ہوتے ہیں لیکن یہ اغواء کار جو ہیں، جدھر سے بھی آئیں جہاں سے ان کو سپورٹ ملتی ہیں جہاں سے ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس طرح کے ہتھکنڈوں سے اپنے آپ کو مبرا کر دیں نہ کریں یہ چیزیں اگر کرنے ہیں تو غیرت کی طرح آ جاؤ سامنے آ کر لڑو سامنے آ کر اس پارٹی کے خلاف لڑو پتہ چل جائے گا کہ کتنی غیرت ہے۔ پیچھے سے وار کرنا جو ہے یہ گیدڑوں کا کام ہے، یہ شیروں کا کام نہیں ہوتا ہے۔ اس بیچارے کو باندھ کر کے پیسا رکھ کر کے بھوکا رکھ کر کے تشدد زدہ لاش کو پھینک کر کے کون سی غیرت ہے کونسی مسلمانی ہے کونسی انسانیت ہے کبھی دنیا میں دیکھ لو اس طرح کا میں نے نہیں دیکھا ہوا ہے۔ میرے ساتھ ہوا ہے، میرے پارٹی کے ساتھ ہوا ہے ہزاروں کارکنوں کو شہداء دے کر لیکن ان کو مار دیتا تو اچھا ہوتا سامنے سے۔ میں کہتا ہوں میں دیکھ سکتا تھا اس کی لاش کو قسم سے کہتا ہوں کہ اس طرح تھا کہ اس کو پتہ نہیں اس کو کس طرح رکھا ہے یہ کیسے لوگ تھے لیکن یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ وزیر اعلیٰ سے لے کر ہوم منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں IG صاحب بیٹھے ہوئے ہیں 40 دن تک ہم سے ان کے رابطے تھے انہوں نے کبھی بھی ہمارے ساتھ وہ غفلت نہیں کی کہ ہم ان سے کوئی سوال اٹھائیں۔ لیکن اتنا کہتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں تسلی دی کہ ہمیں کچھ ٹائم دیدو، ہم ان اغواء کاروں کو اپنے انجام تک پہنچائیں گے، ہم اسی تسلی

پرکل ہمارے جنازے پر ہوم منسٹر صاحب آئے تھے ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے وہاں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اسی توقع کے ساتھ اسی وعدے کے ساتھ کہ 4 سے 5 دن ہفتہ دیدیں ہم ان کو 10 دن دیتے ہیں ہم ان کو 15 دن دیتے ہیں۔ اتنی بھی سنائی میں آیا ہے ہوم منسٹر صاحب خود بیان کریں گے اپنے زبان سے کہ ایک بندہ گرفتار ہوا ہے کیونکہ گورنمنٹ law enforcement agencies کا اپنا طریقہ کار ہوتا ہے ہم ان چیزوں میں زیادہ تر اس کے اندر نہیں جاسکتے ہیں کہ جب تک ان کا result آئیں گے تو پتہ پھر ان سے پوچھیں گے اگر ناں آ جائیں پھر بھی پوچھیں گے، اگر ہم پہلے پوچھیں گے، بتائیں گے تو کہتا ہے آپ سے یہ جو ہیں راز out ہوا ہے افشاں ہوا۔ آپ کی وجہ سے ہمیں نقصان ہوا تو ہم ٹائم دیتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ ان لوگوں کو جنہوں نے اور ہمیں یہ سنائی دیا ہوا ہے سنائی میں آیا ہوا ہے ہمارے knowledge میں آیا ہوا ہے کہ ایک بہت خطرناک گینگ ہے جو انہوں نے کوئٹہ میں ایک کاروبار بنایا ہوا ہے ایسے شریف لوگوں کو انہوں نے اغواء کیا ان کے بچوں کو اغواء کیا ہے جو وہ بیچارے گورنمنٹ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں اور وہ اپنی عزت کے خاطر ان کو ransom دیتے ہیں ان کو تاوان دیتے ہیں، اپنے بچوں اور اپنے بھائیوں اور ان کے خاطر۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے آئی جی صاحب سے ہماری یہ توقع ہے آئی جی صاحب کو میں سمجھتا ہوں اتنا ہم نے ان کی تاریخ پڑھی ہے کہ وہ ایک اچھے آفیسر ہیں جو یہاں پر آئے ہوئے ہیں ایک دہائی کا آفیسر ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر جتنے اغواء کار ہیں یہاں پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہم ان سے کہتے ہیں کہ یہاں پر جو لینڈ مافیا ہے ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہیے، یہاں پر جو بغیر لائسنس کے اسلحہ بردار یہاں پر جو قافلے پھرتے ہیں ان کے خلاف ایکشن ہونے چاہیے، ہم ان پر گورنمنٹ ہمیں ان لوگوں کو تحفظ دینا چاہیے ہم عوام کے نمائندے ہیں اور یہاں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اس لوس کے ساتھ کہ ہم ان کی زندگی کی حفاظت کریں گے ان کے بچوں کی حفاظت کریں گے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور میں ہوم منسٹر صاحب سے اتنی آخر میں کہتا ہوں کہ آپ اپنے اس زبان سے ان جو وعدہ کیا تھا اس پر اپنے law enforcement agencies کو آپ ناں اتنی تیزی سے ان کو عمل درآمد کرنے کی جو ہیں وہ آرڈر دیدیں، ان کو یہ جو ہیں ہدایت جاری کر دیں کہ جلد سے جلد ان پر ایسا عبرت ناک سزا ہونے چاہیے کہ ہمارے اس بلوچستان میں پھر کوئی اتنا جرات نہ کرے۔ کہ یہاں پر اغواء ہو یہاں پر ان لوگوں کو ایسا جو ہیں اتنے ظلم سے اتنے بے دردی سے ان کو جو ہیں شہید کرنے کی جو ہیں جرات نہ کریں۔ میں آخر میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اور پورے ایوان میرے ساتھ ہوگا کہ اللہ ان کی شہادت کو قبول کرے۔ ان کے خاندان کو جو ہیں صبر جمیل عطا کریں

یہ ہماری پارٹی کا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پورے بلوچستان کا غم ہے اور انکے اگر آپ history دیکھیں ان کی لاش کو دیکھ لیں تو میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ جو ہیں یقین نہیں کریں گے کہ یہ کیسے درندے تھے کہ انہوں نے یہ دیکھا۔

جناب اسپیکر: سب نے دیکھا ہے۔

وزیر محکمہ زراعت: اور یہ بھی آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو اصغر خان اور شاہینہ بی بی کی طرف سے جو قرارداد آیتھ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم اس کو کہتے ہیں کہ اس کو مشترکہ قرارداد کے شکل میں منظور کر کے پورے ایوان کی طرف سے منظوری ہو شکر یہ۔

جناب اسپیکر: thank you زمر خان صاحب۔ جی قادر نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کی جانب سے عوامی نیشنل پارٹی کی جانب سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے، میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور اے این پی کے قائدین، کارکنوں اور غمزدہ خاندان سے اظہار تعزیت کرتا ہوں، ملک عبید اللہ کاسی کی شہادت پر۔ جناب اسپیکر! ان تین سالوں میں خصوصاً سیاسی کارکنوں یا سیاسی قائدین کے ساتھ جو صورتحال ملک کے حوالے سے سامنے آئی ہے۔ خصوصاً شہادت کے حوالے سے جس طرح یہاں ذکر ہوا۔ اسدا چکڑی کا، اسی طرح عبید اللہ کاسی یا نصر اللہ زریے کے بیٹے کے ساتھ جو ہوا ہے یہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ الحمد للہ اگرچہ گزشتہ تین سالوں میں امن و امان کی صورتحال بہتر ہو گئی ہے۔ ایک سیاسی قائد یا سیاسی کارکن کی جو شہادت ہوتی ہے، سیاسی کارکنوں میں یقینی طور پر ایک بے چینی کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ ہم نے بھی اپنے شہید چیئرمین کوکھو یا ٹارگٹ کلنگ کے دوران اور ہماری قوم گزشتہ بیس سالوں میں بد امنی کی جو صورتحال سہی ہے، نسل کشی اور ہتھیگر دی کی جس صورتحال کا سامنا کیا ہے تو بحیثیت سیاسی کارکن یا ہزارہ قوم سے تعلق رکھنے کے حوالے سے اس غم کو یا اس غم کی شدت کو ہم سے بہتر کوئی نہیں سمجھتا اور ایک اہم بات یہ ہے کہ جہاں امن نہیں ہوگا جہاں خوف ہو، جہاں ہراس ہوگا وہاں ترقی نہیں ہوگی وہاں خوشحالی نہیں آئے گی مجھے توقع ہے کہ امن و امان کی جو صورتحال خصوصاً سیاسی کارکنوں یا سیاسی قائدین کے حوالے سے بگڑ رہی ہے اس پر توجہ دی جائے گی مجھے توقع ہے کہ جو ہمارے وزیر داخلہ صاحب ہیں یا ہمارے آئی جی صاحب ہیں اس صورتحال کا نوٹس لیں گے اور جو جو خصوصاً نصر اللہ زریے صاحب کے بیٹے کے حوالے سے ہے اور ملک عبید اللہ کاسی کی شہادت ہے ان کا سختی سے نوٹس لیا جائے گا۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور جس طرح کہا گیا میں بھی یہی کہوں گا کہ اس کو

مشترکہ قرارداد کی صورت میں سامنے لایا جائے گا۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ قادر نائل صاحب۔ جی ملک سکندر صاحب پوزیشن لیڈر۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب آپ کی یہ جو مذمتی قرارداد ہے ملک عبید اللہ شہید کے بارے میں میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی پر زور حمایت کرتا ہوں۔ جن حالات میں عبید اللہ کو شہید کیا گیا ہے یقیناً جس نے وہ ویڈیو دیکھی ہے یا جس نے شہید کی جسد خاکی کو دیکھا ہے تو وہ زندگی بھر چین سے نہیں رہ سکے گا جو تشدد ان پر ہوا ہے اور جس طریقے کا ظالمانہ رویہ اختیار کیا گیا ہے، وہ انسانیت سے بہت دور کی بات ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے لوگوں کی جان و مال کو تحفظ دینا، تو یہ ایک شریف شخص ایک پڑھا لکھا شخص اگر اس معاشرے میں محفوظ نہیں ہوتا تو اس سے بڑھ کر انتہائی مایوسی کی کوئی حالت نہیں ہوتی۔ اب اس قسم کے ہزاروں لوگ، لاکھوں لوگ اس بلوچستان میں رہتے ہیں جن کو خدا نے ایک حیثیت دی ہے لیکن ان کی جان و مال کا تحفظ نہیں تو یہ انتہائی پریشانی کا عالم ہے اس سلسلے میں میں نے پہلی قرارداد بھی اسی سلسلے میں پیش کی تھی اس وقت جب قانون و آئین کو پامال کیا جائے گا اس پر عمل نہیں ہوگا تو درندگی کا معاشرہ ہوگا اور درندگی کے معاشرے میں لوگ جینے کا حق نہیں پاسکیں گے یہی صورتحال ملک عبید اللہ صاحب کے ساتھ ہوا ہے اور اسی طریقے سے اپنی جانیدار پر ان کو شہید کیا گیا جس کی جتنی مذمت کی جائے بہت کم ہے۔ آج پولیس کی طرف سے ایک بیان یہ ہے کہ ملزمان تک scientific approach کے ذریعے ہم پہنچ رہے ہیں، تو کاش! چالیس دن ہوئے اس کے اغوا کے یہ scientific اصول دو تین دن میں ہو جاتے تو اس غریب کی جان بچ جاتی۔ بہر کیف میں مطالبہ کروں گا کہ ان کے قاتلوں کو عبرتناک سزا دی جائے اور یہاں قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جائے جو ظلم عبید اللہ شہید کے ساتھ ہوا ہے اس قسم کا ظلم میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی تاریخ میں کسی کے ساتھ شاید نہیں ہوا ہوگا اسی طرح recently اسدا پکڑی ان کو بھی اسی طریقے سے بیدردی سے شہید کیا گیا عثمان لالا کی شہادت بھی ہمارے سامنے ہے اور اسی طرح نصر اللہ زیرے کے بیٹے کو بھی جس طریقے سے ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی میں مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ عام اور شریف لوگوں کو ان کی زندگی کا حق دیا جائے ان کی زندگی کا حق چھینا نہ جائے۔ میں ایک دفعہ پھر اس قرارداد کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ اور یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ مذمتی قرارداد پورے ہاؤس کی طرف سے منظور کی جائے بہت شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔

(اس مرحلہ میں جناب قادر علی نائل، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئرمین: احمد نواز بلوچ صاحب۔

میر احمد نواز بلوچ: شکر یہ جناب چیئرمین، میں سب سے پہلے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے آج کے دن کی مناسبت سے شہید عبید اللہ کاسی جو ایک سیاسی کارکن تھا اپنے علاقے کا معتبرین تھا اور ہمارے صوبہ بلوچستان کے ایک سیاسی گھرانہ سے اس کا تعلق تھا، زمانہ طالب علمی سے ایک سیاسی پلیٹ فارم سے آخری دم تک انہوں نے جہد و جہد کی۔ پتہ نہیں ہم کتنے شہداء کے جنازے اٹھاتے اٹھاتے آج عبید اللہ شہید تک پہنچے۔ قدر شہید ایک معصوم بچہ، چنگور میں اُسے بیدردی سے شہید کیا جاتا ہے چند ماہ پہلے 23 رمضان کو فیضان جنگ کو شہید کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے مسلم لیگ قلات ڈویژن کے صدر میر شیر احمد بنگلہ کو شہید کیا جاتا ہے۔ اور شہید عثمان لالا جیسے عظیم ہستیوں کو ہم سے جدا کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! 8 تاریخ کو جیسے دو سال پہلے یا کچھ سال پہلے شہداء و کلاء کے ہم جنازے اٹھاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اُس سے پہلے ہم شہداء و ڈھ لیویز کے سپاہیوں کی لاشیں ہم اٹھاتے ہیں۔ جناب چیئرمین شہید عبید اللہ کاسی جیسے سیاسی ورکر صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ایک نفیس انسان اور قبائلی شخصیت تھے جو اپنے گھر جاتے ہوئے دن دیہاڑے اسی گورنمنٹ کے ناک کے نیچے سے اٹھا کر 41 دن کے بعد اس کی جب dead body ملتی ہے میرا خیال اس کی ذاتی دشمنی کسی سے نہیں تھی وہ ایک سیاسی کارکن سیاسی جہد و جہد کرتے ہوئے کس انداز میں اسے شہید کیا جاتا ہے۔ جو message ہمارے صوبہ بلوچستان میں جیسے ہمارے missing person کو ویرانوں میں پھینکا جاتا تھا ایسے ہی یہ بلوچستان میں پہلا اور آخری واقعہ نہیں ہوگا۔ جناب چیئرمین! جو عبید اللہ کاسی کے ساتھ ہوا جس انداز میں اُسے شہید کیا گیا۔ جو تصویر ہم نے دیکھی جناب چیئرمین! وہ تصویر ایسے عکاسی کر رہی تھی جیسے نواب اکبر خان لگٹی کو تابوت بند کر کے تالہ لگا کر اُسے دفنایا گیا۔ اسی طرح شہید عبید اللہ کاسی کے ہاتھوں کو جھکڑیوں میں جکڑ کر اُسے شہید کیا گیا۔ وہ بزدل جیسے ہم فلموں میں دیکھتے ہیں کہ کوئی ایک بڑا سرمایہ دار یا کوئی ایسا گینگ دوسرے گینگ کے بندے کو اٹھا کر کس اذیت سے اُسے مارتے ہیں، وہی scene ہم دیکھتے ہیں کہ شہید عبید اللہ کاسی صاحب کے ساتھ جو جس انداز میں اُسے رکھا گیا اللہ جانے کہ وہ کس کرب سے گزرے ہونگے یا ظاہر اُسے اذیتیں دی ہونگی۔ یہ تاریخ گواہ رہے گی کہ بلوچستان میں ایسے بھی شہداء پائے گئے جو جھکڑیاں لگا کر اُسے شہید کیا گیا۔ جناب چیئرمین! جو ہماری موجودہ PSDP ہے ہم نے پہلے بھی اس فلور پر کہا تھا کہ ہمارے اس صوبے میں جو death-squad ہیں یہ صوبائی گورنمنٹ انہیں support کرتی ہے اور انہیں فنڈنگ کرتی ہے اور انہیں اپنے اُن عزائم کیلئے پھر استعمال کرتے ہیں۔ پھر ہمیں عبید اللہ کاسی جیسے ہمارے سیاسی

ورکروں کی لاشیں ہتھکڑیوں میں بند ہمیں ملتی ہیں۔ ہم نے سنا کہ ہمارے لوگ اور ہمارے اس بلوچستان میں ان گورنمنٹوں سے پہلے بھی دیکھیں 2000ء سے لیکے 2021ء تک یہ ریش شروع ہوئی۔ جو پہلے missing-persons تھے شہید اسد مینگل اور شہید احمد شاہ، اُس دور سے لیکر آج تک عبید اللہ اور قدیر جیسے معصوم بچے کو نہیں بخشا جاتا۔ قدیر کا کیا قصور تھا جناب چیئر مین! آج جب اسد اللہ بلوچ بول رہے تھے تو ماضی کے اسد اللہ بلوچ ہمیں یاد آگئے جو بی ایس او کے پلیٹ فارم پر بات کرتے تھے۔ جناب چیئر مین! آپ بھی ایک سیاسی ورکر ہیں۔ جب آپ کی قوم کے لوگوں کو شہید کیا جاتا ہے تو آپ پر کیا گزرتی ہے۔ آج عبید اللہ کاسی کے گھر والوں سے پوچھیں کہ اُن کا کیا حال ہے یا کسی کے بھائی کو ایسی اذیت دے کر کے دیکھیں وہ ہمارے بھائی تھے ہماری جان تھے ہمارے ایک سیاسی ورکر تھے۔ جس اذیت نے جس بیدردی سے اُسے مارا 41 دن تک یہ گورنمنٹ کیا کرتی رہی۔ جناب چیئر مین! خواب خرگوش سوتی رہی۔ جب نصر اللہ زیرے نے کہا اگر میرے بچے کی لاش آتی تو پھر یہ گورنمنٹ کہتی کہ واقعی اُسے شہید کیا گیا۔ زیرے کے بچے کو اغوا کیا گیا، وین میں اٹھایا، شہر میں اُسے پھرایا گیا، یہ کیمرے، یہ سیف سٹی کی مد میں جو ہم اس اپنے خون پسینے سے ٹیکس دیتے ہیں، وہ ہم چوراہوں پر دو نمبر کیمرے۔ ظاہر ہے جو رپورٹ آئی اس معزز رکن نے وہ رپورٹ، تاریخ گواہ رہیگی اس اسمبلی میں اُس نے پھاڑا کس مقصد کیلئے کہ اُسے وہ انصاف نہیں مل رہا ہے۔ جناب چیئر مین! ملک عبید اللہ کاسی کا کیا قصور تھا کیونکہ اُن کے پاس ایک جائیداد تھی یا اُس نے اپنی جائیداد اپنے آنے والے بچوں کیلئے جو باقی جائیداد اُس نے رکھی تھی۔ کیا یہاں لوگوں کے ساتھ جائیداد ہونا گناہ ہے؟ کیونکہ وہاں ڈی ایچ اے بن رہی ہے وہاں بڑے بڑے بنگلے بنیں گے عبید اللہ کاسی جیسے ورکر اُن کے آس پاس ہونگے تو اُن کو راستے سے ہٹانے کیلئے اُسے ایک دشت بیابان میں ہتھکڑیاں لگا کے جناب چیئر مین! اُسے ایسے بے گور و کفن پھینکا گیا کوئی اپنا جانور بھی اس طرح نہیں پھینکتا۔ جناب چیئر مین! میں اپنی پارٹی کی طرف سے، سردار اختر جان مینگل کی طرف سے، اُن کے خاندان سے تعزیت کا اظہار بھی کرتا ہوں اور آنے والے دنوں میں انشاء اللہ جو بھی اے این پی کے دوستوں کا، اور اُن کے سوگ میں ہم برابر کے شریک ہیں۔ اُن کا یہاں جو احتجاج ہوگا یا اُن کی پارٹی کا فیصلہ ہوگا ہم اُن کے شانہ بشانہ ہونگے انشاء اللہ جو شہداء ہیں وہ تاریخ میں زندہ رہتے ہیں اور انشاء اللہ زندہ رہیں گے۔

جناب چیئر مین: شکریہ احمد نواز بلوچ صاحب۔ جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر۔ جو قرارداد ہماری اتحادی جماعت عوامی نیشنل پارٹی کے دو معزز اراکین نے table کی ہے، میں اس حوالے سے بولنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئر مین! جو واقعہ ہوا ہے

اس پر میں اے این پی اور شہید ملک عبید اللہ کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ جناب اسپیکر! عوامی نیشنل پارٹی شہیدوں کی پارٹی ہے اُس نے مظلوموں کی خاطر قربانیاں دی ہیں اُس نے دہشتگردی کے خلاف شہادتیں پیش کی ہیں۔ خصوصاً جب 2008ء سے 2013ء تک خیبر پختونخوا میں اُن کی حکومت تھی تو انہوں نے بڑھ چڑھ کر انتہا پسندوں کا مقابلہ کیا اور لیڈر شپ سے لیکر ورکر تک سینکڑوں جانیں قربان کیں۔ جناب اسپیکر! نہ صرف اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں بلکہ جو بھی بلوچستان میں واقعات ہوئے ہیں اُن سب کی مذمت کرتا ہوں۔ جس میں چنگوڑ میں ایک بچہ شہید ہوا تھا اور جو انسانیت سوز ایک واقعہ ہے۔ میں اُسکی بھرپور مذمت کرونگا۔ اس کے علاوہ جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں جناب اسپیکر! حکومت اپنے فرائض سے غافل نہیں ہے۔ اور جو بھی مجرم ہیں اور جو بھی سفاک قاتل ہیں اُن کے خلاف حکومت ضرور کارروائی کریگی۔ اور یقیناً ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے اور ہماری پولیس نے اس کا کھوج لگایا ہوگا اور اُن کی سرکوبی کر رہی ہوگی۔ اور جہاں یہ چھپے ہونگے، اُدھر تک وہ ضرور پھینچے گی۔ اور اُن کو انصاف کے کٹھرے میں لے آئے گی۔ جناب اسپیکر! میں آخر میں دوبارہ اپنی تعزیت اے این پی اور اُن کی فیملی سے کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

جناب چیئرمین: آئین۔ شکریہ۔ جی ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ سب سے پہلے تو میں ملک عبید اللہ کاسی شہید کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اُن کے لواحقین سے اظہار ہمدردی، اظہار بیچہتی اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! 26 جون 2021ء کو جب ملک عبید اللہ کاسی کو اُن کے گھر کے قریب سے اٹھایا گیا اُس کے بعد نا صرف اُن کے علاقے کے لوگ بلکہ کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے تمام قبائلی عمائدین، معتبرین، سیاسی پارٹیاں انہوں نے ایک کیمپ قائم کیا اور اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ یہ کیمپ قائم رہیگا یہاں اس کے لئے آواز بلند کریں گے حکومت پر دباؤ بڑھے گا اور شہید عبید اللہ کاسی کو ہم شاید بحفاظت بازیاب کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اور ایک دفعہ اپوزیشن کے دوست، ہم سب اُس کیمپ میں اُنکے ساتھ اظہار بیچہتی کے لئے بھی گئے اور دعا بھی کی کہ خدا کرے کہ ملک عبید اللہ کاسی زندہ بازیاب ہو۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے حالات 2004ء کے بعد جب یہاں ایک ڈکٹیٹر کی حکومت تھی اور ایک تسلسل کے ساتھ بلوچستان کے حالات جس طرح خراب ہوتے گئے اور پھر خصوصاً نواب محمد اکبر خان گہٹی کی شہادت کے بعد اور آج تک نہ تھمنے والا ایک سلسلہ شروع ہے وہ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

وقت کرتا ہے پرورش برسوں حادثہ یکدم نہیں ہوتا۔

تو بلوچستان کی حالت جو اتنے پر امن حالات اس صوبے کے ہوا کرتے تھے یہ ایک دن میں خراب نہیں ہوئے جناب چیئر مین صاحب! اس کے پیچھے ایک طویل داستان ہے، طویل محرمیاں ہیں وہ باتیں ہیں کہ جو ہمیشہ بلوچستان کے عوام ان محرومیوں کے خلاف جب اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں پھر یہاں کے حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے کا حل صرف بندوق ہی ہے اور پھر بندوق کی نالی سے جو مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں آج حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں وہ پر امن بلوچستان جس پر صرف لیویز اور پولیس کی چند نفری پورے بلوچستان کو اتنے پر امن رکھا تھا کہ آپ بلوچستان کے کسی کونے میں بھی جب سفر کرتے اگر آپ کی گاڑی خراب ہو جاتی یا آپ کا موٹر سائیکل خراب ہو جاتا آپ روڈ سے تھوڑا دور ہٹ کر اگر اُس رات کو وہاں گزارتے تو میرے خیال میں کسی کو کوئی فکر نہیں تھی کسی کو کوئی ڈر نہیں تھا لیکن آج کا بلوچستان جہاں امن و امان کے لئے ستراب روپے بھی آپ کے اس بجٹ میں شامل ہیں ہر چوراہے پر ہر چوک پر آپ کو ایک چیک پوسٹ بھی ملے گی آپ کو مختلف فورسز کے لوگ بھی ملیں گے لیکن اسی شہر کے اندر صرف عبید اللہ کا سی نہیں جناب چیئر مین صاحب! جس طرح اسد بلوچ آج اٹھ کر پنجگور کے متعلق جو دردناک باتیں کر رہے تھے اور اس سے قبل بھی انہوں نے پانچ افراد کا واقعہ سنایا جن کو بیدردی سے شہید کیا گیا کدھر ہیں ان کے قاتل، کس سے وہ انصاف کی طلب کریں۔ جناب چیئر مین صاحب! گزشتہ دنوں جناب چیئر مین صاحب جب ہم مستونگ گئے تھے ایک فاتحہ خوانی کے لئے تو پتہ چلا کہ یہاں ہمارے ساتھ کسی دوست نے ذکر کیا کہ وہاں میر خالدا احمد نامی ایک شخص ہے، جس کو گھر کے سامنے ہی موٹر سائیکل پر جب آرہے تھے چند لوگوں نے آکر ایک گولی اس کی پیشانی پر ماری اور چلے گئے۔ اور ان کے لواحقین نے جب ڈی سی سے رابطہ کیا تو ڈی سی کی باتیں یہی تھیں کہ بس یہ دہشتگرد ہیں۔ اور ایک ہفتہ قبل شیخ زید ہسپتال کے سامنے مقبول احمد شخص بھی اسی طرح ایک ہی گولی سے جو اس کی پیشانی میں جو لیویز کا سپاہی ہے اس کے قاتل بھی اسی طرح اور وہ بھی دہشتگرد ہیں۔ اور اُس سے قبل اسی سریاب روڈ پر طارق ہسپتال کے سامنے اور مختلف علاقوں میں اسی طرح کی ٹارگٹ کلنگ بڑھتی جا رہی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس وقت جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو ابتدا میں اغوا برائے تاوان شروع ہوا اور پولیس کے جو اعلیٰ آفیسران تھے وہ پریس کانفرنس کرتے تھے اور وہ اُسی پریس کانفرنس میں کہتے تھے کہ بلوچستان میں 84 اس قسم کے گینگ ہیں جو یہ واردات کرتے ہیں اور انکے سربراہوں کے نام بھی انکو معلوم تھے۔ لیکن کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ 84 گینگ جو تھے ان میں سے کسی گینگ کے سربراہ کو گرفتار کر کے آج انصاف کے کٹہرے میں لاتے۔ وہ 84 گینگ کس طرح ختم ہوئے کیسے

میدان میں آگئے بلوچستان پہ آج اس بجٹ میں چند کروڑ سے ہم نے جو پیسے ڈالنا شروع کیئے۔ آج ہمارے ترقیاتی بجٹ سے بڑی رقم اُس بجٹ کے اندر ڈال لیتے ہیں اس کے باوجود بھی ہم اپنے قاتلوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اسی شہر میں اسدخان اچکزئی کو بھی شہید کیا گیا۔ عثمان خان کا کڑ بھی شہید ہوئے۔ تین چار واقعات کا میں ذکر کیا بلوچستان کے ہر کونے میں آج اس قسم کے واقعات تسلسل سے روزانہ ہو رہے ہیں کچھ چیزیں جب میدان میں آجاتی ہیں تو وہ خود بخود پیشگوئی ہو جاتی ہے کہ اب کچھ ہونے والا ہے جب آپ بڑی بڑی لینڈ کروزر دیکھیں گے اس پر سیاہ شیشے لگے ہوں گے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا وہ شہر بھر میں ہر جگہ گھومتے پھریں گے ان پچھلے شیشے پر مارخور کی تصویر بنی ہوگی تو آپ سمجھ جائیں کہ اس شہر کے اندر کچھ ہونے والا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر چور ہے پر جب ہم نے اتنے بڑے کیمرے لگائے ہیں۔ لیکن جب ہم کسی قاتل کو ڈھونڈتے ہیں تو ان کیمروں میں نظر نہیں آتے۔ جب کوئی اغوا ہوتا ہے نصر اللہ زیرے کا بیٹا پتہ چلتا ہے وہ ان کیمروں میں نظر نہیں آ رہا ہے۔ جب ہتھیار سے قدر کو اٹھایا جاتا ہے اور اس کی لاش گرتی ہے تو اسکی وہاں پہ قاتلوں کی شکل اس میں نظر نہیں آتی۔ جناب اسپیکر صاحب! چالیس، اکتالیس دن بڑا عرصہ ہوتا ہے اور خاص کر اس عرصے میں اگر حکومت عبید اللہ کاسی کو زندہ بازیابی کی کوشش کر لیتی، تو ضرور وہ زندہ بازیاب ہو جاتا لیکن اس کے لئے کسی نے کوئی سنجیدگی سے کوشش نہیں کی۔ جس طرح اسدخان اچکزئی کا واقعہ ہوا پتہ چلا بعد میں کہ اس کے قاتل فلاں ہیں اور فلاں جگہ سے گرفتار ہوئے۔ اس کے قاتل بھی ابھی بہت عنقریب انشاء اللہ گرفتار ہوں گے پتہ چلے گا کہ انکے پیچھے یہ لوگ تھے لیکن اس عبید اللہ کاسی کو جو ایک معزز معتبر شخص تھا اس شہر کا آج جس طرح ملک سکندر نے کہا اس شہر کے اندر ایسے ہزاروں لوگ باحیثیت لوگ ہیں جو اسی فکر میں مبتلا ہیں کہ کاش! عبید اللہ کاسی کے اگر قاتل گرفتار اس سے پہلے ہوتے تو وہ قتل نہ ہوتا۔ تو کم از کم ان کو بھی کوئی تسلی و تشفی ہوتی کہ کل کم از کم میں، میرے بچے میرا مستقبل محفوظ ہے آج وہ بھی اسی طرح اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتے ہیں۔ آج اس امن و امان کے حوالے سے اور اتنے بڑے واقعہ کے حوالے سے میرا خیال تھا کہ وزیر اعلیٰ آخر تک اس ایوان میں بیٹھیں گے وہ خود ہی خطاب کریں گے کچھ چیزوں کا جواب دیں گے کچھ لوگوں کو تسلی و تشفی ہوگی اور خاص کر اے این پی جوان کی اتحادی ہے ان کو بھی کچھ تسلی ہوگی لیکن بد قسمتی سے وہ صرف اسی قرارداد کے لئے آئے ہوتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ اگر میں نہیں آؤں ان ممبران میں سے کوئی نہ آئے وہ قرارداد جو ملک سکندر لائے تھے غالباً اس کا ثناء بلوچ کیا کہہ رہے ہیں اس کو ناکام بنا کے دوبارہ وہ جو اس کی اصل آماجگاہ ہے سی ایم سیکریٹریٹ جہاں وہ پی ایس ڈی پی بھی بناتے ہیں جہاں ان کا سب کچھ بنتا ہے واپس وہیں پر چلے گئے جناب اسپیکر! کاش!

بلوچستان کے حالات بلوچستان کے اصل جو وارث ہیں اُن سے بیٹھ کر ڈائلاگ کے ذریعے حل کیئے جاتے آج بلوچستان جو بارود کے ڈھیر پر کھڑا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم مصنوعی لیڈر پلانٹ کر کے لانا چاہتے ہیں ہم وہ جگہ تو پُر کرتے ہیں لیکن جو قانون فطرت ہے جو اللہ تعالیٰ اگر کوئی چیز اس کے طریقے سے فطرت جو چلا رہا ہے انسان کوشش کرتا ہے اس کے اندر تبدیلی لانے کی، اُس کی وجہ سے بہت خطرناک اسکے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ افغانستان جہاں ایک حکومت چل رہی تھی جب وہاں ثور انقلاب آیا کچھ لوگوں نے خوشیاں منا کیں پوری دنیا کی قوتیں طاقتیں آگئیں اس افغانستان کے اندر آج بیس چالیس سال کے قریب افغانستان کے تیس لاکھ سے زیادہ لوگ لقمہ اجل بن گئے ہیں لیکن افغانستان کے اندر امن نہیں آ رہا ہے اور جن لوگوں کو کل ہم طالبان کہتے تھے آج ہم ان کو دہشتگرد کا خطاب دیتے ہیں کبھی ہم ان سے کام لیکر تو میرے کہنے کا مقصد ہے جناب چیئر مین! کہ کم از کم ہمیں اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ جو نظام فطرت ہے اگر بلوچستان کے اندر جمہوریت کو پنپنے دیا جاتا لوگوں کا جو حق رائے دہی ہے اُس کا احترام کیا جائے تو میرے خیال میں بلوچستان سب سے بہترین اور پُر امن اس ملک کا صوبہ بلوچستان ہوتا۔ آخر میں ایک دفعہ پھر میں ملک عبید اللہ کا سی شہید کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اُن کے لیے دُعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی جو رحمت میں جگہ دے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئر مین: شکریہ، ملک شاہوانی صاحب،

جناب چیئر مین: جی ثناء اللہ بلوچ صاحب۔ kindly مختصر کر لیں وقت کم اور تقریر کرنے والے زیادہ ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئر مین، میں اس غمزہ ماحول میں جو ملک عبید اللہ کا سی کے حوالے سے، تعزیتی قرارداد ہے یا مذمتی قرارداد ہے جو بھی نام دیں، لگ تو رہا ہے اس وقت ہم خالی دیواروں کے ساتھ بات کر رہے ہیں تو میں اپنے بلوچستان کے جو موجودہ حالات ہیں اُن پر تھوڑا سا ایک شعر آپ کی خدمت میں عرض کروں:

بلوچستان کی داستان بڑی دلخراش ہے جو شخص بھی ملا وہ ایک زندہ لاش ہے
 دامن درید قلب، وہ نظر زخم زخم ہے اب شہر آرزو میں یہی بُو دو باش ہے
 مٹی نے بھی پی لیا ہے حرارت بھرا ہو جوشِ نمودلا تو بدن قاش قاش ہے۔

یہ وہ کاش نہیں ہے نہ نقطے والا ہے قاش ہے، یعنی چیرہ چیرہ ہوا بدن۔ ملک عبید اللہ کا سی صاحب کو اللہ جنت

الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آج ہم تعزیت کے لیے گئے اُن کے جواں سال بیٹے اور اُن کے بھائی کے جو آنسو ایک پچاس ساٹھ سال کی عمر کا جو اُن کا بھائی تھا اُس کے آنسو تھم نہیں پارہے تھے جب ہم اُن سے گلے ملے اور اُن سے تعزیت کی۔ یہ بلوچستان کی وہ حالت ہے کہ بلوچستان کی داستان بڑی دلخراش ہے۔ جو شخص بھی ملا وہ ایک زندہ لاش ہے۔ ہم سب ہی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں زندہ لاشوں کی طرح ہیں، اس وقت خالی دیواروں کے ساتھ ہم باتیں کر رہے ہیں۔ یہ ایک رسم ہے ہم نبھارہے ہیں، ایک تعزیتی قرارداد جو انہوں نے پیش کی صرف اُن کے دو، تین اراکین اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ باقی ملک عبید اللہ کا سی ایک عام شہری بھی نہیں تھے، ہمارے ہاں شہریوں میں بھی بہت categories ہوتی ہیں، ملک عبید اللہ جیسے کئی ہمارے بلوچستان میں گزشتہ 15 سال میں کوئی نوسو، ہزار کے قریب مسخ شدہ لاشیں اس طرح سڑکوں پر ہمیں نظر آئیں اور ہمیں ملیں۔ ہم نے کبھی بھی بلوچستان کے معاملات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ اور لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جناب والا! بذات خود ہم اس حکومت کو اس اسمبلی کو ہم سب کو سب سے زیادہ شرمندگی یہ ہوتی ہے کہ 40 دن اغوا ہونے کے باوجود جب بلوچستان میں اُن کو پتہ تھا کہ وہ اغوا ہوئے ہیں ہم اُن کو باحفاظت طریقے سے بازیاب نہیں کروا سکے۔ شرمندگی کی بات تو یہ ہے ہم سب کے لیے، اس حکومت کے لیے کہ جہاں ہم 70 ارب روپے امن وامان کی مد میں خرچ کرتے ہیں جہاں ہم نے موجودہ PSDP میں بھی اگر آپ کہیں تو میں آپ کو PSDP کا وہ صفحہ اور نمبر بھی کھول کر دکھا دوں جس میں صرف میں جناب والا! صفحہ 251 پر اس وقت 3577 ملین بھوکے، پیاسے، ادویات سے محروم، بیروزگاری کے شکار بلوچستان میں 3577 ملین، ساڑھے تین ارب روپے ایک، 1475 ملین دوسرا یعنی ڈیڑھ ارب روپے اور 800 ملین اور یعنی جناب والا! 6 ارب روپے کے قریب کوئٹہ میں صرف تاروں اور کیمروں کے لیے ان دو سالوں میں خرچ کیے گئے۔ ایک ایسے شہر میں جہاں ملک عبید اللہ اور اُس کے خاندان نے اپنی ساری زندگی گزاری۔ انگریزی ادوار سے لے کر جس کا ذکر ابھی میرے دوست زمرک صاحب کر رہے تھے، شاید اُن کے آباؤ اجداد میں سے کسی کی بھی لاش، انگریز دور میں بھی ملک عبید اللہ خان کا سی کے خاندان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ اُن کے پچاس ساٹھ سالہ ایک بزرگ کی لاش کو اس طرح دھوپ میں پھینک دیا گیا ہو۔ اور صرف ایک لاش نہیں تھی اُس لاش کے اُوپر کئی سوالات بھی تھے ہر زخم ایک سوال تھا، اب ذرا آپ کے پاس آتا ہوں جناب والا! وہ دن جب ملک عبید اللہ کا سی اغوا ہوا آپ کو یاد ہے وہ دن کیا تھا۔ جناب والا! یہ وہی دن تھا جب حکومت کی تمام تر توانائی اُس کی تمام تر فورسز، اُس کی تمام تر intellegence agencies پولویشن کے خلاف یہاں

operation میں کارفرمائیں اور اپوزیشن کے 23 کے قریب اراکین پر FIR درج کر دی گئی تھی۔ کیونکہ اغواء کار اُن کو نظر آرہے تھے بلوچستان کی حکومت کو۔ ملک سکندر اغواء کار تھا، حملہ کلمتی اغواء کار تھا، ملک نصیر اغواء کار تھا اُس وقت کیونکہ اُن کو یہ ڈر تھا کہ جو بندر بانٹ ہو رہی ہے اُس کو بچانے کے لیے ساری حکومت کی توجہ 70 ارب روپے والی امن وامان والی ہمارے پورے law & order کے جو departments تھے اُن سب کی توجہ بلوچستان کی اپوزیشن کو زیر کرنے پر لگی ہوئی تھی تو ملک عبید اللہ کاسی دوسری طرف ملک عبید اللہ کاسی کو دو، چار اغواء کار اس پورے نظام میں 70 ارب خرچ کرنے والے law & order پر خرچ کرنے والے، ہمارے سینکڑوں ادارے وہ جو ہیں تین، چار اغواء کاروں کو ڈھونڈنے میں ناکام ہو گئے تھے۔ اس لیے کہ جب حکومت کی ترجیح اور حکومت کی توجہ، حکومت کی ترجیحات بدل جاتی ہیں، حکومت جب اپوزیشن کے خلاف یا اپنے شہریوں کے خلاف، اپنے رہنماؤں کے خلاف جو ہے وہ مد مقابل نکل آتی ہے تو جناب والا چوروں کو آزادی ملتی ہے، اغواء کاروں کو آزادی ملتی ہے اور یہ وہی دن تھے جس دن ہم تھانے اور جیل میں تھے دوسری طرف یہ اغواء کار ملک عبید اللہ کو پانی سے بھی اُنھوں نے محروم رکھا۔ روٹی سے بھی محروم رکھا، اس کے علاوہ ہر دن ایسا نہیں ہوگا کہ جہاں اُس کے بدن کو کسی نہ کسی تیز دھار آلے سے جو ہے وہ چھیرتے تھے یا زخم بناتے تھے۔ وہ محض ہوا رہے تھے، وہ حکومت کی اس writ کو، جو بلوچستان میں کہتے ہیں کہ ہم حکومت ہیں، یہ ہمارا فرض ہے اُس حکومت کی writ کو challenge کر رہے تھے۔ اُس کے جسم پر ایک ایک زخم حکومت اور حکومتی وزراء، حکومت کے ستر، اسی ارب روپے کے جو law & order کا بجٹ یا 550 ارب روپے کی PSDP پر سب سے بڑا سوالیہ نشان تھا۔ ایک ایک چیز یہ بتا رہا تھا کہ آؤ، اگر تم اتنی بڑی حکومت ہو تمہارے پاس اتنے بڑے وسائل ہیں، تم اپنی اسمبلیوں پر بکتر بند گاڑیاں چڑھاتے ہو، اپنی اپوزیشن کو چھوٹے سے تھانوں اور جیلوں میں پھینک دیتے ہو، آؤ زہم چار اغواء کاروں کو تو ڈھونڈ کر دکھاؤ۔ یہ بہت بڑا سوالیہ نشان تھا۔ اس پر بھی افسوس نہیں ہوتا، افسوس تو یہ کہ جب ہم شہید عثمان لالا کی فاتحہ خوانی کی واپسی پر آئے تو اُس جگہ میں ہم بھی گئے جہاں پر کچلاک اور اردگرد نواح کے تقریباً جو northern بلوچستان کا کوئی بھی ایسا قبیلہ فرد یا معتبرین وہاں پر بیٹھے نہ ہوں۔ سڑک کے کنارے، وہاں پر ہم نے تقریر یہی کی کہ فرد کی سلامتی آئین کے آرٹیکل 9 کے تحت ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں شامل ہے، آپ پانی نہیں دے رہے خیر ہے، آپ بجلی نہیں دے رہے خیر ہے، آپ روزگار نہیں دے رہے خیر ہے، آپ ہمارے بچوں کو اچھی تعلیم نہیں دے رہے خیر ہے، لیکن کم از کم ہم اپنی روزی روٹی کھا رہے ہیں، فرد کی سلامتی بنیادی حقوق chapter اول، constitution کا

آرٹیکل 9 میں یہ ریاست کی سب سے بنیادی ذمہ داری ہے کہ آپ کو سلامتی فراہم کرے کہ آپ کی جان و مال کو کسی سے خطرہ نہ ہو۔ جب یہ جان و مال کے خطرے سے بھی وہاں پر سارے بزرگ، معتبرین، شہری بیٹھے ہوئے تھے، خدا جانتا ہے ہاتھ جوڑ کہ آج کوئی ہمیں خبر ملے گی یا کل کب ہمیں خبر ملے گی۔ لیکن اس دوران تو انہیں کوئی خبر نہیں ملی۔ افسوس کی یہ بات کہ اُس کے بعد یہاں پر اسمبلی کے ایک، دو اجلاس ہوئے۔ جناب چیئرمین، میں کیوں ان چیزوں کو ان سے جوڑنا چاہتا ہوں، اس لیے کہ بلوچستان میں ملک عبید اللہ جیسے نامور شخصیات بلوچستان میں اگست کے مہینے میں شہید ہوئی ہے، مارے گئے ہیں۔ نواب اکبر خان بگٹی کی لاش اسی طرح زخمی اسی طرح گولیوں سے چھلنی، اسی طرح جو بھی صورتحال ہوگی وہ کسی نے دیکھا نہیں ہے، اس صوبے میں جب پندرہ، بیس سال سے لاشیں دیکھ رہے ہیں تو یہ صوبہ سنجیدگی چاہتا ہے جو آج ہم نے (d) 170 کے تحت جو ہم نے ایک قرارداد پیش کی تھی، تحریک پیش کی تھی وہ بلوچستان کی تاریخ میں آج تک پیش نہیں ہوئی، اس اسمبلی نے اپنی تاریخ میں کبھی Committee of Whole نہیں بنائی تھی، ہم نے اس لیے آج اُس کا مطالبہ کیا جس کی مخالفت ANP نے بھی آج کی، مجھے افسوس اس بات کا ہے۔ اُس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اس جلتے ہوئے بلوچستان کو، سلگتے ہوئے بلوچستان کو، ایندھن پر چڑھے ہوئے بلوچستان کو، خون آلود بلوچستان کو، ملک اور معتبرین کی چھلنی لاشوں کے بلوچستان کو آپ کس طرح نکال سکتے ہیں، اس کو ہم ایک Committee of Whole میں تبدیل کر کے یہاں پر بلا تخصیص، بلا تفریق حلقہ بندی، بلا تفریق سیاسی وابستگی ہم بلوچستان کے معاملات کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ اُس معاملات کی بنیاد پر بلوچستان کے معاملات کا آئندہ کا لائحہ عمل بنانا چاہتے تھے۔ اب کوئی 170 (د) کے تحت یہاں پر کوئی آپ لوگوں سے آپ لوگوں کے حلقوں میں دی گئی ہوئی بجٹ یا آپ لوگوں نے جو اور لوگوں کو بجٹ دی ہے جن سے لوگ بیزار ہیں۔ اُنکے پیسے ہم آپ سے مانگ نہیں رہے تھے ہم یہاں پر آپ کو سنجیدہ بحث اور مباحثے کی دعوت دینا چاہتے تھے۔ کہاں کریں گے یہ بحث و مباحثہ؟۔ چلیں ملک عبید اللہ کاسی کے لاش کے اوپر قبرستان میں کرتے ہیں آئیں ہمارے ساتھ یہ وزراء صاحبان اگر وہ یہاں پر 170 (د) کے تحت آئین کے تحت قانون کے تحت اور قاعدہ کے تحت ہم سے بات نہیں کرنا چاہتے چلیں شہید عثمان لالا کے قبر پر بیٹھ کے مذاکرات کرتے ہیں بات کرتے ہیں۔ چلیں نواب اکبر بگٹی کی قبر پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں آپ کہاں ہم سے بات کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے بلوچستان کو یہ قدر بلوچ کے یہ جو بھنگو میں معصوم بچہ جس طرح دن دھاڑے اُس کے پورے بدن کے ٹکڑے کیا گیا آئیں چلتے ہیں اُس کے قبر پر بیٹھ کر ہم اور آپ بات کرتے ہیں کہ کیا بلوچستان صحیح طرف چل رہا ہے؟ یا بلوچستان بہتری کی طرف چل رہا ہے؟ یا

بلوچستان میں آپ کہتے ہیں کہ بلوچستان میں امن وامان کی ضرورت ہے بلوچستان میں سرمایہ کاری کی ضرورت ہے بلوچستان میں سی پیک کے حوالے سے بہت بڑی ترقی ہوگی بلوچستان جو ہے وہ ترقی کے مینار سر کریگا کہاں کرے گا جناب والا!؟۔ آج کے اخبارات میں اگر ملک عبید اللہ کاسی کی یہ تصویر چھپی ہے سرمایہ کار کو اگر آپ کہیں کہ آپ ایک روپے میں آپ کو 1 کلو سونا بھی دیتا ہوں وہ بلوچستان نہیں آئے گا۔ کون آئے گا اس بلوچستان میں؟ جس میں دو چار ایکڑ کے یادس پندرہ بیس ایکڑ کی زمین کا مالک اپنے گھر سے نکلتا ہے اغواء ہوتا ہے سائنس و ٹیکنالوجی کے اس عظیم ترین دور میں جہاں 6 ارب روپے Saif City کے پروجیکٹ پر لگاتے ہیں۔ آپ چالیس دن میں اُس کے قاتلوں کو تو locate نہیں کر پاسکتے۔ ہاں یہ بات آئی گی statement کہ ہم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے ہم نے ایک دو بندے گرفتار کیے۔ اس کو کامیابی نہیں کہتے ہیں اگر یہ کامیابی کا پیمانہ ہے کہ ایک شخص اغواء ہو اُس کی تشدد زدہ لاش برآمد ہو اور وہ بھی کس دن؟ حیرت کی بات ہے جناب والا! جن دن ملک عبید اللہ کاسی کو زخم کر رہے تھے اُس کو بھوکا اور پیاسا رکھ رہے تھے یہ وہ دن تھا جب حکومت کو یہاں پر کوئی تکلیف ہی نہیں تھی یہاں اسمبلی میں ایک دن کے لیے نہ ANP کے دوستوں نے کوئی بات کی نہ BAP کے دوستوں نے کوئی بات کی اور نہ کوئی اور یہاں پر سیاسی جماعتیں ہیں کوئی ایک قرارداد لے آتے کہ ایک ملک وہ گم گیا ہے لہذا اسمبلی سنجیدگی سے بات کرے گے کوئی میٹھ کریں کوئی مرکہ کریں۔ جس طرح ملک نے کہا کہ اگر آپ لوگوں کے وہ scientific طریقے سے اگر آپ اس کو برآمد نہیں کر سکتے کوئی تعویذ کریں کوئی دم کریں کوئی ڈرود کریں کوئی اس طرح کا کام کریں کہ ہم اُس شخص کو لے آئیں آج تک آپ نے اُس پر بات نہیں کی آج اُس کی لاش آئی ہے آج اُس سے آپ ایک تعزیتی قرارداد لائے ہیں۔ یہ بات آپ کو اسمبلی میں پہلے لانی چاہیے تھی کہ بلوچستان کے حالات بگڑتے جا رہے ہیں اب اپوزیشن کا ساتھ چاہیے۔ ہمیں اپوزیشن کا تعاون چاہیے۔ آج بھی عالم یہ ہے کہ ماسوائے میرے ANP کے اپنے دوستوں کے جو انکے اتحادی ہیں وہ یہاں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ آج صرف لوگ اس لئے جمع تھے کہ جو 170 (د) کی قرارداد ہم لائے تھے ایک سنجیدہ بحث و مباحثے کے لیے اُس کو ناکام بنانے کے لئے سب کو Phone call کیے گئے۔ سب کو ٹکٹیں بھیجی گئیں، سب کو کوئٹہ بلا لیا گیا۔ اُس وقت آپ نے دیکھا اُس وقت یہاں پر ایسے لگ رہا تھا جیسے میلہ لگا ہوا ہے۔ ابھی جب ایک سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے اب آپ کو خالی کرسیاں وہ بھی اُن کے رُخ مڑے ہوئے آپ کو نظر آئیں گے آپ ذرا دیکھ لیں اگر کیمرے والے ذرا دیکھا سکتے ہیں تو یہ بلوچستان کی صورتحال دیکھا دیں۔ جناب والا! میں صرف دو چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں بلوچستان میں بڑھتی ہوئی چوری ڈکیتی، اغواء،

سرکوں کے videos روز آتے ہیں گاڑیوں کو روکنے کی کوشش کی جاتی ہے آج کل گاڑی والے تھوڑے سے تیز ہو گئے تو کچھ چور کے ہاتھ نہیں آتے ہیں تو میں اسی کے ساتھ جناب والا! اپنے تقریر کا اختتام کرتا ہوں خداوند تبارک تعالیٰ اور اس تعزیتی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں لیکن میں حکومتی رویہ کی پر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں کہ وہ ملک عبید اللہ کاسی اور بلوچستان میں دوسرے عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہوئے ہیں۔ شکر یہ جناب چیئر مین۔

جناب چیئر مین: شکر یہ۔

(اُذانِ عشاء۔ خاموشی)

جی اختر حسین لانگو صاحب۔

میر اختر حسین لانگو: شکر یہ جناب چیئر مین! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئر مین! میں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے ملک عبید اللہ کاسی کے اس بہیمانہ اغواء اور قتل کی مذمت بھی کرتا ہوں اور جناب والا! جیسے میرے دوستوں نے مجھ سے پہلے کافی ساتھیوں نے اس پر بات کی میں بھی اس تسلسل کو تھوڑا سا آگے لے جاؤں گا۔ جناب والا! یہ ملک عبید اللہ کاسی صاحب یہ بلوچستان کی تاریخ کے پہلے آدمی نہیں ہیں جن کا آغاز ہوا اور اُس کے بعد اُن کا قتل کیا گیا۔ جناب والا! اگر اس تسلسل کو ہم دیکھ لیں تو یہ اغواء برائے تاوان یا اس طرح کے واقعات میں جو شدت آئی ہے وہ 2008 کے بعد آئی ہے۔ تو جناب والا! اُس وقت سے اگر ہماری حکومتیں ہماری فورسز، ہماری پولیس ان چیزوں کو سنجیدگی سے لیتی تو شاید آج جو افسوسناک جو یہ دردناک واقعہ پیش آیا ہے یہ واقعہ شاید نہ ہوتا۔ جناب والا! اس ملک میں جیسے میں نے کہا 2008ء سے جو چیزیں خراب ہونا شروع ہو گئی ہیں لیکن افسوس کہ ہم نے اُن کو سنجیدگی سے کبھی نہیں لیا۔ آج بھی House میں جو سنجیدگی کا علم آپ دیکھ رہے ہیں جس چیز کے حوالے سے جس قرارداد کے حوالے سے یہاں پر لوگ اس کو سنجیدہ لے رہے تھے۔ یہ تمام جو کرسیاں سامنے نظر آرہی ہیں یہ سب بھرے ہوئے تھے اس کا مطلب ہے کہ اُس قرارداد کی تو اہمیت تھی اُس کے حوالے سے ہماری سنجیدگی تھی لیکن ملک عبید اللہ کی شہادت کو ہم نے کوئی اہمیت شاید دینا مناسب نہ سمجھا۔ یا یہ واقعہ ہمارے لئے اتنا اہم نہیں ہے یا اس واقعہ کے حوالے سے ہم بلوچستان کے ایک کروڑ 22 لاکھ لوگوں کے نمائندہ گان شاید سنجیدہ نہیں ہیں اس لئے اس House میں اس وقت جو تعداد نظر آرہی ہے وہ ہماری سنجیدگی کا مُنہ بولتا ثبوت ہے۔ جناب والا! اگر جیسے ابھی سننے میں آرہا ہے کہ شاید ہماری پولیس یا ہمارے ادارے اُن لوگوں تک پہنچ گئے ہیں شاید ایک آدھ دن میں ہمارے پاس result بھی آجائے تو جناب والا! اگر یہی کوششیں یہی

کاوشیں 40 دن پہلے ہوتی تو شاید اس واقعہ کو ہم روکنے میں کامیاب ہوتے۔ جناب والا میں تھوڑا سا پیچھے جاؤں گا۔ اب چیزیں یہاں پر بہت سارے دوستوں نے بات کی، بہت سارے دوستوں نے اشارتاً بات کی بہت سارے دوستوں نے کھل کر بات کی کہ ان کی پشت پنائی کرنے والے ضرور ہمارے معاشرے میں، ہمارے اداروں میں موجود ہونگے جس کی وجہ سے یہ جو معاملات ہیں یہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے۔ جناب والا اگر ہم اُن تمام چیزوں کا جائزہ لیں تو بہت سارے واقعات بلوچستان میں ایسے ہیں جو کھلی کتاب کی مانند ہیں۔ لیکن سوالیہ نشان یہ ہے کہ اُن پر ہماری حکومتیں ہاتھ ڈالنے سے کیوں کتر رہی ہیں، کیوں اُن لوگوں کو تحفظ کے ساتھ ساتھ اُن کی حوصلہ افزائی بھی کی جا رہی ہے اُن کو مراعات سے بھی نوازا جا رہا ہے بجائے کہ اُن کو زندانوں کے پیچھے ڈالا جاتا، بجائے کہ اُن کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا لیکن جناب والا ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُن کی پشت پناہی کھلے عام کی جا رہی ہے۔ وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں میرے بھائی ہیں ابھی کوئی ہفتہ دو ہفتے کی بات ہے وڈھ سے ایک کوچ اغوا کیا گیا کچھ گھنٹوں بعد بازیاب کیا گیا اُس DC صاحب کو تو بلا کے ایک دفعہ اُس سے پوچھا جائے کہ اُس کوچ کو اور اُس کی سوار یوں کو کہاں سے برآمد کیا گیا، کیا آج دن تک اُن کے خلاف کارروائی کی گئی، کیا آج دن تک اُن کو منظر عام پر لے آیا گیا۔ ہم نے صرف اسی پر اکتفا کر لیا کہ کوچ بمعہ اُس کے passengers کے وہ برآمد ہو گئے اللہ اللہ خیر صلا۔ جناب والا جان محمد گرنٹاڑی کو وڈھ کے اُس کے پیڑول پمپ سے اغوا کیا گیا چار پانچ دن بعد اُس کو لاکر کے برآمد کر کے اُس کے گھر میں چھوڑا گیا اُن اغواء کاروں کی جناب والا موقع پر لی گئی وہ تصاویر ہم نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو دی، اُن اغواء کاروں کو موقع سے بھاگتے ہوئے اُن کی گاڑی کا accident ہوا اُن کی گاڑی برآمد ہو گئی وہ انتظامیہ کے پاس آج دن تک کھڑی ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس حکومت کی مجبوری ان کی بے بسی، ان کی لاچارگی کا آپ اندازہ لگالیں کہ آج دن تک اُن لوگوں کو جن کو nominate بھی کیا گیا آج دن تک اُن کے خلاف FIR تک یہ لوگ نہیں کاٹ سکے۔ جناب والا یہاں پر ایک سوچھے سمجھے منصوبے کے تحت بلوچستان میں 2005ء کے بعد جب آپریشن start کیا گیا یہاں پر باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت یہاں پر سیاسی کارکنوں کی elimination کی گئی۔ یہاں پر عملی سیاست پر پابندی لگانے کی کوشش کی گئی جیسے زمر خان نے اپنی تقریر میں یہاں پر کہا۔ اپنے شہدا کا اُنہوں نے حساب دیا جناب والا 2006ء سے لے کر آج دن تک ہماری پارٹی بلوچستان نیشنل پارٹی وہ کون سا مہینہ ہے جس میں ہم نے لاشیں نہیں اٹھائیں، وہ کون سی حکومت ہے جس کی دور میں ہم نے لاشیں نہیں اٹھائیں، سینکڑوں کی تعداد میں جناب والا ہمارے کارکنوں کو ہماری پارٹی کے اکابرین کو شہید کیا گیا جن میں

ہماری پارٹی کے مرکزی سیکریٹری جنرل حبیب جالب صاحب، جس میں شہید نور الدین، جس میں حاجی لیاقت، جس میں شہید سلام ایڈوکیٹ صاحب، جس میں ہمارے سلام ایڈوکیٹ کی وہ معصوم بچی چھ، سات سال کی۔ ہم مسلسل لاشیں اٹھاتے آرہے ہیں اور ہم مسلسل مطالبات کرتے آرہے ہیں قاتلوں کی گرفتاری اور آج بھی آج جو اس ایوان میں ہم جس موضوع پر بات کر رہے ہیں یہ ایک مذمتی قرارداد ہے اور یہ قرارداد آئی بھی ہے اس House میں پیش بھی کی گئی ہے وہ treasury benches کی طرف سے۔ آج آپ اس بات کا اندازہ لگالیں اس حکومتوں کی بے بسی کا ان کی لاچاری کا کہ حکومتیں deliver کرتی ہے، حکومتیں progress کرتی ہیں، حکومتیں کارروائی کرتی ہیں، حکومتیں مطالبات نہیں کرتی۔ آج حکومتی اراکین کی طرف سے حکومت کے خلاف ایک مذمتی قرارداد آئی ہے۔ آج ہم یہاں پر بیٹھنے والے لوگ اور وہاں پر بیٹھے ہوئے میرے محترم وزراء صاحبان ہم یہ سب مطالبہ کر رہے ہیں کہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب چیئرمین کہ یہ House اپوزیشن اور حکومت جب دونوں مل کر ہم مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ مطالبہ ہم کس سے رہے ہیں۔ وہ کون سی نادیدہ قوتیں ہیں جن سے ہم مطالبہ کر رہے ہیں، وہ بھی واضح ہونا چاہیے۔ یہاں پر ہم نے دیکھا کہ land mafia ان کی سرپرستی کی جاتی ہے۔ یہاں پر ہم نے اگر پیچھے سے انکو برائے تاوان کا شروع کر لیں history ہم دیکھ لیں اگر ڈاکٹر مناف ترین کے انکو اگر گرفتار ہوتے تو شاید آج ملک عبید اللہ انگو انہیں ہوتے، اگر یہاں پر انتہائی ہمارے محترم، انتہائی قابل احترام، انتہائی قدآور شخصیت، انتہائی قبائلی حوالے سے بھی محترم سیاسی حوالے سے بھی انتہائی قدآور شخصیت ارباب ظاہر کاسی صاحب کے انکو کاروں تک ہم پہنچ جاتے ہم ان پر ہاتھ ڈالتے تو شاید آج ملک عبید اللہ انگو انہیں ہوتے۔ اگر یہاں پر اسد خان اچکزئی کے قاتلوں تک ہم پہنچ پاتے ہم ان کو کيفر کردار تک پہنچاتے تو شاید آج ملک عبید اللہ انگو انہیں ہوتے۔ آج ملک عبید اللہ کے ساتھ یہ واقعہ نہیں ہوتا اگر یہاں پر ہم ان جراثیم پیشہ افراد تک پہنچتے اور ہم ان کو گرفتار کرتے جنہوں نے سرعام دن دیہاڑے لیاقت بازار میں اُس سونہار کو اُس کی دکان میں شہید کیا تو شاید اس طرح کے واقعات کی ہم روک تھام کرتے لیکن جناب والا بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس capital میں بیٹھ کر اس کوئٹہ شہر میں جس میں اربوں روپے ہم نے CCTV کیمروں پر لگا دیے، اس کوئٹہ شہر میں بیٹھ کے جہاں پر ہر چوک چوراہے پر آپ کو پولیس، ایف سی چیک پوسٹیں اور یہ تمام چیزیں نظر آتی ہے اگر یہاں پر ہم محفوظ نہیں ہیں تو بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں اسد صاحب گلہ کر رہا ہے اپنے چنگو رکا۔ جب ہم کوئٹہ شہر میں اس capital میں محفوظ نہیں ہیں تو ہم چنگو رکا کے لوگوں کو کیا تحفظ دینگے، ہم تربت کے لوگوں کو کیا تحفظ دینگے۔ ہم لورالائی اور ژوب کے لوگوں کو اور ہم

گواہوں کے لوگوں کو کیا تحفظ دیں گے۔ تو جناب والا سنجیدگی سے بیٹھنے کی ضرورت ہے اس پر سر جوڑ کر اس House کو بیٹھنا ہوگا کیوں کہ سوا کروڑ بلوچستانیوں کی نمائندگی یہ House کر رہی ہے کوئی دوسرا نہیں کر رہا۔ ہمیں یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام ساتھیوں کو ہمیں سر جوڑ کر یہاں پر بیٹھنا ہوگا ہمیں کوئی راستہ تلاش کرنا ہوگا۔ ہمیں اُن عوامل کا جائزہ لینا ہوگا جن کی وجہ سے آئے روز یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ ہمیں نشاندہی کرنی ہوگی اُن تمام جرائم پیشہ افراد کی جن کو سرپرستی حاصل ہے جن کو ریاستی سرپرستی حاصل ہے، جن کو قبائلی سرپرستی حاصل ہے جن کو سیاسی سرپرستی حاصل ہے اُن تمام کی ہمیں نشاندہی کر کے ہمیں ایک جامعہ فیصلہ لینا پڑے گا کہ اب ہم اپنے لوگوں کو ان دشمنوں کے، ان چوروں کے ان ڈاکوؤں کے رحم و کرم پر مزید نہیں چھوڑ سکتے۔ انہی الفاظ کے ساتھ جناب والا! میں ایک دفعہ پھر مذمت کرتا ہوں۔ ملک عبداللہ شہید کے اغواء اور اُس کیساتھ جو بہیمانہ رویہ رکھا گیا۔ اُس پر جو تشدد کی گئی اُس کی مذمت کرتا ہوں اور وزیر داخلہ صاحب سے بھی میری یہ گزارش ہوگی۔ کہ وہ فی الفور ان جرائم پیشہ افراد کے خلاف کارروائی کر کے ان کو ان کے انجام تک پہنچائیں۔ تاکہ اس معاشرے میں ملک عبداللہ جیسے ہم جیسے سیاسی لوگ، قبائلی لوگ، کاروباری لوگ، تاجر، علماء کرام ہم ایک باعزت زندگی اس شہر میں گزار سکیں۔ اور ہم لوگوں میں ایک احساس تحفظ ہو۔ کیونکہ یہاں پر اب کوئی بھی اپنے آپ کو اس ماحول میں محفوظ نہیں سمجھتا۔ جو شخص بھی چاہیے اُس کا تعلق کسی بھی مکتبہ فکر سے ہو۔ وہ صبح گھر سے نکلتا ہے جب تک رات کو اپنے گھر نہیں جاتا اُس کے گھر والے اُس پریشانی اور جس کرب سے گزرتے ہیں۔ اُس کا اندازہ جو ہے آپ ملک عبداللہ کاسی کے گھر والوں سے پوچھ لیں۔ بہت شکریہ جناب والا!

جناب چیئرمین: شکریہ جناب اختر حسین لاگو صاحب! اجلاس کا جو مطلوبہ وقت ہے وہ ختم ہو چکا ہے اب مزید چارارکین نے بات کرنی ہے۔ اور اُس کے بعد دو قراردادیں بھی ہیں۔ جی میرا سد بلوچ صاحب۔

میرا سد اللہ بلوچ (وزیر سماجی بہبود): بہت شکریہ جناب چیئرمین! اس قرارداد کے رُو سے میں اپنی پارٹی کی جانب سے بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی) کی جانب سے عبید اللہ کانسٹیبل کو جس دلخراش انداز میں جن ظالموں نے اس کے ساتھ انسانیت اور لرزہ خیز حرکتیں کی ہیں شدید الفاظ میں میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! لوگ اسکولوں میں پڑھتے ہیں بڑی مدت کے بعد ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے political جتنے بھی پارٹیز ہیں۔ یہ ایسے سیاسی ورکروں کو تیار کرنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ اور بلوچستان کی اتنی آبادی نہیں ہے۔ ہمارے جتنے سیاسی ورکرز ہیں جتنی بھی پارٹیوں کے یہ انگلی سے گنے جاتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے بہت بڑے قیمتی ہیں۔ ہمارا بہت بڑا سرمایہ ہے بلوچستان کا بہت بڑے سرمایہ ہے۔ لیکن

ان کو جس سائڈ سے چاہیے right ہو، left ہو، centre ہو، جہاں سے ایسے لوگوں کو target کیا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ یہاں تو ہم قرارداد پیش کرتے ہیں۔ لیکن ہر اسمبلی کی سیشن میں وہ قرارداد ضرور آئے گی۔ جس میں لوگوں کو بیدردی سے مارا گیا ہے۔ ریاستیں تحفظ دیتی ہیں اور یہ جو جتنے بھی ہم یہاں پی۔ ایس۔ ڈی۔ پی میں ہمارا بجٹ ہے۔ اس میں آپ دیکھیں اربوں روپے اس لیے اس department کو دیئے جاتے ہیں کہ لوگوں کی مال اور جان کی تحفظ کر سکیں۔ اگر وہ بلوچستان کی دولت یہاں کے بچوں کو یہاں کے leadership کے عام شہریوں کو تحفظ نہیں دے سکتی ہے تو وہ بجٹ کس کام ہے۔ یہ بجٹ ہمارے ٹیکسوں سے ہماری جیبوں سے ایک مزدور کا بیٹا ایک کلو جینی بھی لے گا اُس سے ٹیکس کاٹا جاتا ہے۔ بس کا ٹکٹ لیتا ہے اُس سے ٹیکس کاٹی جاتی ہے۔ تو یہ پیسے جب generate ہوتے ہیں اکٹھے ہوتے ہیں سال میں۔ تو ان کی تقسیم ہوتی ہے اُس تقسیم میں اس لیے وہ غریب کا بیٹے مارا جاتا ہے انہوں نے ٹیکس pay کیا۔ کوئی دلیل نہیں ہے کوئی تحفظ نہیں ہے۔ تو اس لیے ہم سمجھتے ہیں تمام میرے ہر وقت speech میں دست بندی میں یہی کرتا ہوں۔ کہ جتنے political parties ہیں one agenda ہمیں اکٹھا ہونا ہوگا ورنہ تو ایک ایک کر کے ہمیں ماریں گے۔ صرف ہم یہاں آ کے مذمتی قرارداد پیش کرتے جائینگے۔ ابھی ہمیں پہچانا ہے کہ کون بلوچستان کا دوست کون بلوچستان کا دشمن ہے کیوں ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ ان کے اس حرکتوں سے بالکل ہم تھک چکے ہیں۔ اور بلوچستان میں آپ شمال سے لیکر جنوب میں مغرب سے لیکر مشرق تک ہر جگہ اگر آپ referendum کریں۔ تو ایسا result آئے گا آپ حیران ہو جائیں گے۔ اور ہر وقت یہاں ٹھپہ ماری نہیں ہوگی ایک زمانہ ہوگا جو لوگ باشعور ہو جائیں گے چیزوں کو نہیں مانیں گے روڈوں پر نکلتے ہیں۔ اس لیے بلوچستان کو انارکی کی طرف جانے کی کوشش جو لوگ یہ کر رہے ہیں۔ کہ ہم انارکی کی طرف بلوچستان کو لیکر ایک اچھا ماحول ہم بنا سکتے ہیں۔ اُس کی مددیں بہت کم ہونگی۔ تاریخ نے ہلا کو خان کو نہیں بخشا، چنگیز خان کو نہیں بخشا۔ دنیا نے ہٹلر کو نہیں بخشا۔ بڑے بڑے دنیا میں طاقتور تھے جنہوں نے کہا ہم چیزوں کو اپنی طاقت کے ذریعے قابو کریں گے۔ لیکن عوام کی طاقت کیونکہ طاقت کا سرچشمہ سب سے پہلے رب العالمین ہے اُس کے بعد طاقت کا سرچشمہ یہاں کے عوام ہے۔ تو اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ جس بیدردی سے ہمارے یہ معصوم چار سال کے بچے کا قصور کیا تھا۔ اس سلسلے میں ہمارا جو ایک تاریخی شاعر تھا وہ ایک شعر پڑھتا ہے ظلم زیادتی اُس زمانے میں جب ہوئے تھے۔ اُن کے دو چار الفاظ تھے۔ (دل دودھ کنت، چم آس زراب کنت۔ یک آتشی کہ دل ءلا پرا کباب کنت)۔ یہ جو آج ہم روزانہ جب دیکھ رہے ہیں۔ یہاں سے جب جاتے ہیں کوئی نہیں ہنس رہا ہے۔ کسی

کے چہرے پر خوشی نہیں ہے۔ جب یہ چہروں میں خوشی نہیں ہوگی تو اُس محلوں میں بیٹھے لوگ ہر وقت ساز اور زینے لگا کے ہنستے نہیں ہیں۔ ایک دن وہ بھی روئیں گے۔ جناب چیئر مین صاحب! باتیں میں جتنی بھی کروں ہم political لوگ ہیں۔ ہر زاویے سے ہم بات کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اس کے قاتلوں کو کب پکڑیں گے؟۔ کب سزا ہوگی وہ تو میں نہیں جانتا، تسلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ہمارا یہ جو معصوم قدر شہید ہے۔ میں request کرتا ہوں ANP کی میری بہن بیٹی بھی ہوئی ہیں۔ انکی مشترکہ قرارداد House کی جانب سے اور اُس میں یہ معصوم قدر کا نام شامل کر کے ہم اس قرارداد کو پاس کریں۔ تو بہتر ہوگا۔ میرے خیال میں ساتھی بھی اس سلسلے میں ساتھ دینگے House سے آپ پوچھیں۔ thank you جناب اسپیکر صاحب! بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔ وقت ختم ہو چکا ہے۔ اجلاس تو چلے گا۔ لیکن اس قرارداد کو منظور کر لیتے ہیں، صحیح۔ آپ سے بس گزارش یہ ہے کہ مختصر کریں۔ جی میرضیاء لائیکو صاحب۔

میرضیاء اللہ لائیکو (وزیر داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے): اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر! جو قرارداد لائی گئی ہے ملک عبید اللہ کانسٹیبل شہید کے اُس کی ہم سب حمایت کرتے ہیں ANP کی طرف سے جو آئی ہے۔ لیکن جس طرح پہلے ہم نے کہا تھا کہ ہمارے لوگ ہمارے عوام سب کی جو ذمہ داری حکومت کی بنتی ہے۔ خاص کر ایسے crime جس طرح اغواء ہوئے ہیں ملک صاحب یا قدر چھوٹے بچے کی بات اسد صاحب کر رہے ہیں۔ حکومت نے ان تمام مسئلوں کو serious لیا ہے کبھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔ اس واقعہ میں ANP کے leadership اُس کے خاندان کے لوگ گواہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب خود اس میں ذاتی دلچسپی رکھتے تھے۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب کے زیر قیادت میں ہی دو تین اجلاسیں ہوئی ہیں۔ متعلقہ law enforcement agencies کے لوگوں کو بلا یا گیا۔ تو اُن کے فیملی اور پارٹی کو سارے معاملات بتائے جا رہے تھے۔ کہ ہم لوگ حکومت کوئی plan بنا رہے ہیں کہ ملزمان بھی پکڑے جائیں اور ملک صاحب کو کوئی نقصان بھی نہ ہو۔ زیادہ تر احتیاط اس لیے کی جا رہی تھی کہ اُن کو نقصان نا ہو۔ تو ملک صاحب کی شہادت کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ اُن کے قاتلوں کو گرفتار کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت کا فرض ہے۔ اور میں آپ کو اور اُس کے خاندان کو اُن کی پارٹی کو یقین دلاتا ہوں۔ ہم انشاء اللہ ان کی قاتلوں کے ساتھ جو ان کا انجام ہوگا وہ آپ کو بتائیں گے۔ ابھی بھی میں آپ کو تسلی دیتا ہوں ہم detect کر چکے ہیں اُن کو اُن تک پہنچ چکے ہیں بندہ بھی گرفتار ہو گیا ہے۔ مزید ایک sensitive case ہے۔ ہم نے جو ہے لوگوں تک پہنچنا ہے مزید میں اُن چیزوں کو ادھر میں ہاؤس میں تو نہیں بیان کر سکتا ہوں۔ لیکن الحمد للہ اُس

تک پہنچ چکے ہیں detect کر چکا ہوں گرفتاری بھی ہوئی ہیں تو جلد انشاء اللہ سرغٹہ تک پہنچ جائیں گے۔ باقی حالات کی بات کی گئی جناب والا حالات بالکل ideal نہیں ہیں، پورے بلوچستان کے نہیں پورے پاکستان پورے دنیا کے ideal نہیں ہیں۔ یہ ثناء صاحب ایک ایک کر کے جس طرح crimes کا نام لے رہے تھے اور اسی طرح اگر میں ایک کر کے ان کو گنوا تا جاؤں کہ جن معصوموں کو قتل کیا گیا ہے جس میں جو لوگ شامل ہوئے ہیں ان کو گرفتار کر کے سزائیں بھی دی ہیں اور اگر وہ ایک چیز اور کریں ثناء صاحب کہ جب 2008ء میں حالات خراب ہو گئے یہ ملک چھوڑ کر چلے گئے بلوچستان کو، اُس وقت کا data سارا لے آئیں crime rates لے آئیں اور اُس کے بعد جو اُس میں ہم نے کمی کی ہے ہم نے اُس کو ختم نہیں کیا ہے ہم اُس کو ideal position میں نہیں ہیں۔ لیکن آپ اُس وقت کے کیونکہ آپ موجود نہیں تھے۔ آپ اُس وقت کے crime rates اور ابھی کے لائیں تو اُس میں ختم نہیں کیا کافی حد تک ہم نے ان کو کم کیا ہے۔ اسی طرح عثمان لالا کے موت کا واقعہ ہوا۔ تو ایک اخبار میں ایک بیان دیا گیا بیان کے ذریعے آپ لوگ آ کر ہمیں جو ہے judicial commission بنا کر دیں۔ ایک اخبار کے ذریعے مطالبہ کیا گیا اُس اخباری مطالبے کو پورا کر کے کمیشن بنایا گیا کل ہی مجھے جو کمیشن کی رپورٹ پہنچی ہے کہ ہم نے ایک مہینہ اخبارات میں اشتہارات چلائے اور سب کو نوٹس دیے لیکن کمیشن کے سامنے کوئی بھی پیش نہیں ہوا۔ کمیشن کے ساتھ کسی نے تعاون نہیں کیا لو احقین نے پارٹی نے تاکہ آ کے اپنے بیان ریکارڈ کرواتے۔ تو اس کمیشن کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا تو انہوں نے عدم تعاون کی وجہ سے ظاہر ہے کمیشن بنانا مطالبہ کرتے ہو آپ تو آ کے اُس کے ساتھ تعاون بھی کریں اُس کو آپ ثبوت بھی دیں آپ اُس کے ساتھ اپنے جو آپ کے لیڈروں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس ثبوت ہیں وہ پیش کریں تاکہ کمیشن ایک نتیجے پہ پہنچ سکے۔ لیکن تعاون کا یہ عالم ہے۔ کے جس چیز کے لیے مطالبہ کیا گیا اور اُس کے سامنے پھر پیش بھی نہیں ہو سکے۔ میں ایک دفعہ پھر اس ہاؤس کو بلوچستان کے لوگوں کو اور ملک صاحب کے لو احقین کو ANP کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو نقصان ہوا ہے اُس کا تو ہم ازالہ نہیں کر سکتے پورے بلوچستان کا ایک نقصان ہے کہ ایک سیاسی ورکر بلوچستان کے لوگوں کا آواز بلند کرتا تھا اُس کو دبا یا گیا۔ لیکن میں انشاء اللہ آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی فلور میں اسی جگہ آ کر میں آپ کو رپورٹ دوں گا اور ہم جو ہے ملزمان تک پہنچنے کی جو ہماری وہ ہے وہ انشاء اللہ کامیاب ہوگی اور آپ سب کو اُس سے آگاہ کریں گے۔

جناب چیئر مین - شکر یہ ضیاء لاگو صاحب -

جناب چیئر مین - جی سید عزیز اللہ آغا صاحب kindly مختصر کر لیں دو قراردادیں اور بھی ہیں جس کو پیش

کرنی ہیں، منظور کرانی ہیں۔ ٹائم بھی پورا ہو گیا ہے rule of procedure کے تحت۔

سید عزیز اللہ آغا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب چیئر مین جناب اصغر خان اچکزئی اور میری بہن محترمہ شاہینہ کاکڑ کی طرف سے جو مذمتی قرارداد ہاؤس میں پیش کی گئی ہے۔ میں اپنی پوری جماعت کی طرف سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اس یقین کے ساتھ کہ بلوچستان اس وقت سلگ رہا ہے۔ بلوچستان اس وقت جل رہا ہے۔ لیکن ہماری سنجیدگی کا عالم یہ ہے۔ کہ اس اہم مسئلے پر بلوچستان کے وزیر اعلیٰ جناب جام کمال صاحب کو اس ہاؤس میں موجود ہونا چاہیے تھا۔ جو بات بلوچستان کے عوام کے حقوق کے لیے اٹھائی گئی (d) 170 اُس قرارداد کو ناکام بنانے کے لیے سی ایم تشریف لائے۔ بلوچستان کے عوام ظلم کے پہاڑ توڑتے ہوئے انہوں نے ہاؤس میں بیٹھ کر یہ تماشہ دیکھا۔ لیکن جب مسئلہ بلوچستان کے ایک فرزند کی شہادت کا آیا جب مسئلہ ملک عبید اللہ کاسی کے شہادت کا آیا اور اس شہادت میں ملوث لوگوں کو گرفتار کرنے کا آیا تو سی ایم صاحب کو نامعلوم کیا ضرورت پڑی کہ وہ ہاؤس چھوڑ کر اسمبلی سے چلے گئے۔ میں اُن کے اس رویے پر پُر زور احتجاج کرتے ہوئے حکومتی بیچوں سے خصوصاً ANP کے میرے محترم اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں کہ عبید اللہ کاسی وہ ہمارا کی قیمتی سرمایہ تھے۔ وہ ہمارا قیمتی اثاثہ تھے لیکن اس قیمتی سرمایہ اور اثاثہ پر بحث کے لیے جب ہم اٹھتے ہیں جب ہم قرارداد دلاتے ہیں تو وزیر اعلیٰ اُس کو خاطر میں لائے بغیر، وزیر اعلیٰ اُسکو attention کے بغیر وزیر اعلیٰ اُس کو توجہ دیے بغیر اسمبلی سے جاتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام پر جب ظلم کے تیر چلایا جائے۔ تو سی ایم ہاؤس میں حاضر ہوگا۔ لیکن جب بلوچستان کے عوام کے زخموں پر مرہم رکھنے کا وقت آئے گا تو پھر یہ سی ایم بلوچستان کے اسمبلی کو چھوڑ کر جائے گا۔ جناب چیئر مین میں آپ کو بڑی معذرت کے ساتھ اگرچہ وقت بہت کم ہے۔ 1970ء کی دہائی میں لے جانا چاہتا ہوں۔ 70ء کی دہائی میں ڈیرہ اسماعیل خان میں تھا اُس وقت پاکستان کے دو عظیم شخصیات ڈیرہ اسماعیل خان کی سر زمین پر موجود تھیں ایک شخصیت کا نام مفکر اسلام قائد عالم اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم اور دوسرے عظیم لیڈر کا نام مرحوم خان عبدالولی خان یہ دونوں 72 یا 73 میں میں بھول رہا ہوں اُس سن کو یہ دونوں حضرات ڈی آئی خان میں موجود تھے۔ میں بھی اُس مجلس میں موجود خان عبدالولی خان مرحوم فکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم سے پوچھتے ہے۔ مفتی صاحب آپ کیسے دیکھ رہے ہیں پاکستان کے مستقبل کو مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ عظیم انسان تھے دورانِ لیش انسان تھے اور ان کے سامنے بیٹھا ہوا خان عبدالولی خان عظیم لیڈر تھا مفتی محمود نے جواب میں کہا خان صاحب پاکستان کا آنے والا دور بہت تاریک ہے۔ آج چھ اگست 2021 کو اُسی بات کو محسوس کرتے ہوئے

میں یہ بات محسوس کرتا ہوں میں اس بات کو realise کرتا ہوں کہ واقعی سن 72، 73ء میں ہمارے بڑوں نے جو بات کہی تھی 2021 میں وہ بات حرف بہ حرف صحیح اور سچ ثابت ہو رہی ہے اور اسے ایک دن پہلے اُس پر مہر تصدیق عبید اللہ کاسی کی شہادت نے ثابت کر دیا۔ جناب چیئرمین! law and order سب سے اہم مسئلہ ہوا کرتا ہے۔ تعمیر کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند کے ساتھ وہ فرزند جس کو ہم اسماعیل علیہ السلام یاد کرتے ہیں۔ اُن کے ساتھ مل کر جو دعا مانگی انہوں نے زبردست دعا مانگی۔ سب سے پہلے انہوں نے کہا اپنی دعا میں کہ یا اللہ مکہ کے شہر کو امن کا شہر بنا دے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام ایک نبی اور رسول ہونے کے ناطے انہیں بخوبی اس بات کا ادراک تھا کہ ترقی و خوشحالی اُس وقت علاقے میں آئے گی ملک میں مکہ میں اور ساری دنیا میں جب امن ہوگا جب peace ہوگا جب امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ اسی لئے ابراہیم نے اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل کے ساتھ اللہ کے بارگاہ میں سب سے پہلے مکہ میں امن کی دعا مانگی۔ اسلئے امن و امان سب سے اہم مسئلہ ہے۔ جہاں امن ہوگا وہاں خوشحالی ہوگی وہاں ترقی ہوگی، وہاں صحت کی سہولتیں ہوں گی، وہاں ایجوکیشن ہوگا، وہاں پانی ہوگا، وہاں ٹیلیفون لوگ ہوں گے، وہاں بااثر لوگ ہوں گے، وہاں سرمایہ کاری ہوگی، وہاں مسئلے مسائل نہیں ہوں گے، وہاں problems نہیں ہوں گے، وہاں ایشیوز نہیں ہوں گے۔ لیکن جہاں بد امنی ہوگی پھر حالات ہمارے سامنے ہیں۔ situation ہم خود ملاحظہ کر رہے ہیں situation کا تو ہم بذات خود بہ چشم خود ہم حالات کا نظارہ کر رہے ہیں۔ عبید اللہ کاسی جیسا شریف النفس انسان وہ انخواہ ہو جاتا ہے۔ اس سے مارا جاتا ہے اپنے پیسوں کیلئے اپنے زمینوں کی وجہ سے ایک شریف بندے کو جس بیدردی کیساتھ جس بے بسی کیساتھ شہید کیا جاتا ہے۔ عجیب بات ہے۔ میں چیئرمین صاحب درود ل بیان کر رہا ہوں اور یقین سے کہتا ہوں کہ عبید اللہ کاسی کو بازیاب کرایا جاسکتا تھا۔ اگر ہم ایماندارانہ اور مخلصانہ کوشش کرتے۔ عجیب بات ہے اُن کی شہادت کے بعد 24 گھنٹے بعد گرفتاریاں ہوتی ہیں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے گرفتاری نہیں ہو سکتی یہ منطق ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ کیسی منطق ہے؟۔ یہ کیسی حکومت ہے؟۔ یہ کیسی good-governance ہے۔ یہ کیسا سسٹم ہے یہ کیسا مکینزم ہے یہ کیسی لاء اینڈ فورسنگ ایجنسیز ہیں جب بندہ زندہ ہوتا ہے ملزمان گرفتار نہیں ہوتے جب بندے کو مارا جاتا ہے جب بندے کو شہید کیا جاتا ہے جب وصولیاں کی جاتی ہیں جب پیسے وصول کیے جاتے ہیں پھر کہتے ہیں جی ہم نے گرفتاریاں کر لی ہیں۔ میں کہتا ہوں نہیں چاہیے ہمیں یہ گرفتاریاں ہم کیا کریں۔ اب یہ گرفتاری کرتے کیا ہم ملک عبید اللہ کاسی کے خاندان ان کے بچوں ان کے لواحقین ان کے پسماندگان اُن کو ہم عبید اللہ کاسی واپس کر سکتے ہیں؟۔ ہرگز نہیں۔ بہت افسوس

کی بات ہے۔ بڑے دلخراش واقعات ہو رہے ہیں۔ اور اس کی ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوتی ہے جو وزیر اعلیٰ اتنا نہ سہہ سکے جو وزیر اعلیٰ اتنا برداشت نہ کر سکے جو وزیر اعلیٰ اتنا ٹائم نہ دے سکے کہ وہ معزز ممبران کی بات سنیں اور پھر کہیں جی بہت اچھے انداز میں وہ ثناء اللہ بلوچ صاحب کہہ رہے تھے کہ جی وہ ابھرتا ہوا بلوچستان۔ ثناء بلوچ نہیں جی ڈوبتا ہوا بلوچستان ہے۔ جام کمال صاحب کی قیادت میں میں ڈوبتا ہوا بلوچستان ملا ہے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ conclude کریں۔

سید عزیز اللہ آغا: لیکن جناب چیئر مین ہم بلوچستان کی حقوق کی جنگ لڑتے رہیں گے چاہیے ہمیں کتنے ہی عبید اللہ کا سی قربان کرنے پڑے۔ ہم کسی کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ کوئی مائی کالال ہمیں بلوچستان کے حقوق سے دستبردار نہیں کر سکتا۔ ہم تہہ کر چکے ہیں ہم طبل جھنگ بجا چکے ہیں ہم میدان عمل میں نکل چکے ہیں۔ ہم یہ جنگ انشاء اللہ العزیز قائد جمعیت مفکر اسلام فخر اسلام حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کی قیادت میں جیت کر دیکھائیں گے۔ لہذا وقت کا تقاضا ہے کہ حالات کی نزاکت کا ادراک کرتے ہوئے حالات کو کنٹرول کیا جائے۔ حالات کو کنٹرول کروا کر حالات کو کنٹرول نہیں کرو گے تو پھر پچھتاؤ گے اور یہ پچھتانا تمہاری قسمت اور مقدر میں لکھا ہوا ہے۔ بڑی نوازش۔

جناب چیئر مین: شکریہ عزیز اللہ آغا صاحب۔ آپ دونوں میں سے ایک بات کر لیں۔ حمل کلمتی صاحب یا زابد ریکی۔ 10 بج گئے ہیں، چار گھنٹے یہاں ہاؤس چلایا۔

جناب چیئر مین: جی حمل صاحب۔

میر حمل کلمتی: جناب چیئر مین عوامی نیشنل پارٹی کے ممبران کی طرف سے جو فرار داد آئی ہے میں اپنے اور اپنے پارٹی کی طرف سے اس کی حمایت کرتا ہوں اور جو واقعہ ہوا ہے 26 جون کو ملک عبید اللہ کا سی کو اغواء کیا جاتا ہے اُس دن خیر ہم اپوزیشن کے تمام دوست تھانے میں موجود تھے اور ہم نے وہاں بھی اس واقعے کی پرزور مذمت کی۔ اس کے بعد جس طرح ثناء بلوچ صاحب نے فرمایا ہم ان کے پاس گئے اس پنڈال میں سارے notables عام طبقے کے لوگ، قبائلی لوگ سب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں بھی ہم نے اس کی مذمت کی اور کل جب صبح میں اٹھا تو میں نے موبائل پر سوشل میڈیا پر دیکھا کہ ملک عبید اللہ کا سی کو شہید کیا گیا ہے اور اس کا جب میں نے وہ تصویریں دیکھی میں آپ کو انہیں دیکھ کر بتا بھی نہیں سکتا کہ مجھے کتنا دکھ ہوا اور یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلوچستان کی تاریخ میں بلوچستان میں روز کبھی ملک ناز کے گھر پر، کبھی یاسر کے گھر، جس طرح میرے بھائی اسد اللہ بلوچ نے فرمایا کہ منجگور میں 2 اگست کو قدر چھوٹے سے بچے کو شہید کیا گیا۔ یہاں اسی طرح پہلے

کامیوں کے نواب ان کو بھی اغواء کیا گیا۔ جناب والا یہاں پروکیل محفوظ نہیں ہیں۔ یہاں پر ڈاکٹر محفوظ نہیں ہیں۔ سیاسی ورکرز محفوظ نہیں، کوئی شہری محفوظ نہیں ہے۔ منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ 8-2007ء کی بات کر رہے تھے ثناء اللہ بلوچ سے اس وقت تو بلوچستان میں لاء اینڈ آرڈر کا بجٹ 6 ارب روپے ہوتا تھا اب 75 ارب روپے کا ہو گیا۔ اس ٹائم بلوچستان کے روڈوں پر چیک پوسٹیں نہیں ہوتی تھی۔ میں پہلے بھی اس ایوان کو بتا چکا ہوں۔ سب سے زیادہ بائی روڈ ٹریولنگ اس صوبے میں میں کرتا ہوں اور میں یہاں سے اسلام آباد کیلئے نکلتا ہوں ٹوب تک مجھے کوئی روکتا کہ آپ کہاں جا رہے ہو جیسی میں بلوچستان اپنے سرزمین پر داخل ہوتا ہوں کوٹھ آتے ہوئے مجھے بیس تیس جگہوں پر پوچھا جاتا ہے آپ کہاں جا رہے ہیں کون ہے۔ انٹری کرائیں۔ میں ان کو سپاہیوں کو بتا رہا ہوتا ہوں میرے ساتھ دو تین گن مین ہوتے ہیں ہمارے ساتھ باڈی گارڈ ہیں وہ بتا رہے ہوتے ہیں اس کے باوجود بھی ہمیں پوچھا جاتا ہوں۔ میں کراچی سے گوادریلئے نکلتا ہوں 154 چیک پوسٹیں ہیں۔ میں اسلام آباد سے نکلتا ہوں کراچی تک کوئی نہیں پوچھتا لیکن کراچی سے میں بلوچستان انٹر ہوتا ہوں۔ جبکہ ہر کوچ جو آتی ہے باقاعدہ ہماری مائیں بہنیں بچے ان میں ہوتے ہیں ان کی باقاعدہ فورس والے ان کی وڈ پوز بناتے ہیں۔ اس حد تک ہماری تذلیل کی جاتی ہے اور ہر روز واقعے پر واقعہ۔ ملک عبید اللہ کا سی 26 جون کو اغواء ہوتے ہیں 5 جون کو ان کو شہید کر کے پتہ نہیں کس جگہ ان کی کسی بے حرمتی سے ان کو پھینکا جاتا ہے۔ ان 40 دنوں میں حکومت نے اتنی بھی زحمت نہیں کی کہ کون لوگ تھے کہاں یہ گئے ان کو آسمان نکل گیا زمین نکل گیا اور ان چالیس دنوں میں ان کے متعلق پوچھا نہیں گیا ہے جس طرح میرے دوست عزیز اللہ بھائی نے فرمایا کہ جب انسان قتل ہونے کے بعد پوچھا جاتا ہے اور اتنے چیک پوسٹیں لگائی گئی ہیں اس کے باوجود بھی پتہ نہیں چلتا کہ لوگ کہاں جا رہے ہیں کہ کس راستے سے جا رہے ہیں لوگ کون ہیں اس کے ذمہ دار کون ہے۔ یہاں تو پہلے میں نے دیکھا تھا کہ اس صوبے میں اگر چھوٹی موٹی گھر سے گاڑیاں چوری ہو جاتی تھے کل دو تین دن سے سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو وائرل ہے ایک vitz گاڑی ایک خاتون چوری کر رہی ہے۔ مطلب اب یہاں پر عورتیں بھی کیا وجوہات سے کون لوگ ہیں جن کی وجہ سے گاڑی چوری تو سنا ہے پھر روز انسان ہی اٹھائے جاتے ہیں پھر ان کی لاشیں گرتی ہیں۔ خدا را اس پر سنجیدگی سے سوچا جائے اب میں اس واقعے کی ایک دفعہ پھر مذمت کرتا ہوں آخر میں کیونکہ وقت کم ہے ایک شعر کے ساتھ: دتا چُ انت شپاد انت او بے سائیکس۔ اینچو گنجانی واجہ ماچو بدزنی۔

میت وار، مہربانی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ، جی زاہد ریکی صاحب۔

میرزا بدلی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحیم، thank you جناب چیئر مین صاحب آج شہید ملک عبید اللہ کا سی جو کہ شہید کیا گیا اس بلوچستان میں جناب چیئر مین صاحب بلوچستان کے حالات دن بدن بگڑتے جا رہے ہیں بلوچستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں کاش آج منسٹر اور سی ایم صاحب آ کے جلدی چلے گئے وہ ہماری باتیں سن لیتے کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے اس کو بتا دیتا تھا جناب چیئر مین صاحب شاید آپ نے بھی دیکھا ہے اس شہید ملک عبید اللہ کی تصویر کس دردناک، کیسا دہشتگرد نے اس کو شہید کر کے میں اس بلوچستان اور اس گورنمنٹ سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ چیئر مین صاحب کہ یہ حالت، اس حالت میں جب ان کا یہ حالت ہے تو کل ہمارا بھی جان حفاظت میں نہیں ہے باقیوں کا بھی نہیں رہیگا۔ تو اسی طرح پنجگور میں ایک بچے کو شہید کیا گیا آپ کی حالت آپ کے سامنے ہے منسٹر اسد اللہ صاحب نے بھی بات کی باقی اغواء برائے تاوان چیئر مین صاحب دن بدن ہوتے جا رہے ہیں آخر یہ گورنمنٹ اربوں روپے امن وامان کے حوالے پے اس لوگوں کے پاس ہے مگر کاش امن وامان پر یہ ناکام ہو گئے ہیں اس لوگوں نے کبھی دلچسپی نہیں لی ہے امن وامان کے حوالے پر سوائے یہ گورنمنٹ پی ایس ڈی پی پر مشغول ہے کہ ہم کس طرح اس پی ایس ڈی پی کو، پی ایس ڈی پی مبارک ہو آپ لوگوں کو مگر کم از کم آپ بلوچستان کوئی چیز نہیں دے سکتے ہیں آپ گورنمنٹ بلوچستان کے عوام کے امن وامان بلوچستان کے عوام کے جان و مال کی حفاظت اس بلوچستان گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے جناب چیئر مین صاحب یہ حالت ہے جناب چیئر مین صاحب میرے دوست بیٹھے ہیں اے این پی کے منسٹر میرا دل درد کر رہا ہے منسٹر انجینئر زمرک صاحب آپ گورنمنٹ میں رہ کے آپ کے وکر رہیں، آپ کے بندوں کا یہ حال رہیگا تو باقیوں کا اللہ ہی اللہ ہے۔ آخر کیا وجہ ہے آپ کیمنٹ کا بھی حصہ ہیں آپ بتادیں کہ کیا وجہ ہے کیوں اس طرح ہو رہا ہے؟۔ یہ خالی کچلاک نہیں ہے ہر جگہ میں یہ ہو رہا ہے کونٹے میں بھی ہو رہا ہے واشک میں میرا پروفیسر عبدالخالق کو شہید کیا گیا آج تک پتہ نہیں چلا مائیکل سے کوئی بندے کو اغواہ کیا گیا آج تک پتہ نہیں چل رہا ہے لاش ہمیں پھینک کے، لاش دیدیا ابھی تک پتہ نہیں چلا ہے اس گورنمنٹ نے ابھی تک ان ملزموں تک نہیں پہنچا آخروہ کیا ہے جناب چیئر مین صاحب یہ حالت ہے جناب چیئر مین صاحب ہم کہاں جائیں۔ ہمیں آپ کوئی چیز نہیں دے سکتے ہیں ہمیں آپ پی ایس ڈی پی میں ہمارے علاقوں میں کوئی چیز نہیں دے سکتے ہیں نظر انداز کر رہے ہیں کم از کم بلوچستان کے تمام اضلاع میں تمام ڈسٹرکٹوں میں تمام تحصیلوں میں جو مسلمان رہ رہے ہیں چاہے وہ عالم ہیں چاہے وہ غریب ہے چاہے وہ تاجر ہیں، چاہے وہ جس سیاسی نظریے سے تعلق رکھتے ہیں کم از کم اس کی حفاظت تو بلوچستان گورنمنٹ کا حق بنتا ہے آخر جناب چیئر مین صاحب ہم کب تک لاش اٹھاتے رہیں

گے یقین کریں جناب چیئر مین صاحب آج جب ہم کچھ دوست گئے ہیں فاتحہ خوانی پر شہید ملک عبید اللہ کاسی کے میں نے پوچھا کہ اس کا صاحبزادہ کون ہے، بیٹا بیٹھا تھا، یقین کریں اُس کی آنکھیں دیکھی اس کا چہرہ ہم نے دیکھا واللہ یقین کریں ہم زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے بعد ہم بیٹھ نہیں سکے، ہم اُٹھ گئے یہ حالت ہے۔ آج اس کے اوپر ہوا ہے کل ہمارے بھی اوپر ہوگا جناب چیئر مین صاحب ہم اس خوشی میں نہیں رہیں ہم اس خواب خرگوش میں نہیں رہیں کہ ملک عبید اللہ کاسی شہید ہوا ہے اس کے اوپر ہوا ہے اسکے لواحقین کے اوپر ہمارے اوپر نہیں ہوگا ہم بچے ہیں بس ٹھیک ہے باقی جو بھی ہے وہ بھاڑ میں جائے نہیں ہمارا بھی نمبر چیئر مین صاحب آئیگا اگر یہ حالت ہو یہ بلوچستان کا یہ امن وامان اس طرح رہا تو میرے خیال سے چیئر مین صاحب کوئی اس بلوچستان میں نہیں رہیگا اگر ابھی دن میں دس، بیس، سو دو سو لاشیں گریں گے پھر اللہ جانے کہ دن میں کتنے لاشیں کتنے اغواء برائے تاوان کیا کیا ہوگا اس بلوچستان میں، میں جناب چیئر مین صاحب اسی میں اپنا بات مختصر کرتا ہوں جناب چیئر مین صاحب میں کہتا ہوں جیسا منسٹر اسد اللہ صاحب نے کہا اس کو مشترکہ طور پر خالی اے این پی نہیں مشترکہ طور پر آل پارٹیز کے مطابق اس قرارداد کو منظور کیا جائے، thank you۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے شکر یہ زاہد ریکی صاحب۔۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر بہبود آبادی): یہ جو مذمتی قرارداد ہے اس کی روح سے جو ایوان میں سارے ساتھیوں نے اپنی اپنی رائے دی بحث کی مذمت کیا گیا اس کی کڑی جو ہمارے یہ قدر معصوم جو ہے وہ شہید ہوئے اس کی کڑی اس صورتحال سے ملتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے تھر و اس کو مشترکہ مذمتی قرارداد یہ جو قرارداد ہے ملک عبید اللہ کاسی کی۔

جناب چیئر مین: جیسے ہاؤس کی مرضی، قدر کی شہادت کو بھی اس میں شامل کر لیں اور مشترکہ طور پاس کی جائے؟۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: صرف ایک پیرا ہے، سکیئنڈ پیرا ہے، سکیئنڈ پیرا یہ ہے کہ لہذا یہ ایوان موصوف کی بجائے بلوچستان میں ہونے والے اغواء، قتل و غارت گری بشمول قدر بلوچ کی بہیمانہ شہادت کے ہم پُر زور الفاظ میں مذمت کرتے ہیں، یہ الفاظ ڈال دیں۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے۔

جناب چیئر مین: صحیح ہے، اسد اللہ بلوچ صاحب اور ثناء اللہ بلوچ صاحب کی جو ترمیمی الفاظ ہیں اُنکو قرارداد میں شامل کرتے ہیں اور اُس کے بعد اس کو منظور کرتے ہیں۔

- جناب چیئر مین: آیا مشترکہ مذمتی قرارداد ترمیمی الفاظ کے ساتھ منظور کی جائے؟۔؟
- جناب چیئر مین: مشترکہ مذمتی قرارداد ترمیمی الفاظ کے ساتھ منظور ہوئی۔
- جناب چیئر مین: غیر سرکاری قراردادیں
- جناب چیئر مین: جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 116 پیش کریں۔
- جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئر مین صاحب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وقت کی کمی ہے میں صرف قرارداد پڑھوں گا اگر دوست اس کی منظوری دیدیتے ہیں تو اس میں پھر بحث کی ضرورت نہیں پڑیگی۔
- قرارداد نمبر 116۔ ہر گاہ کہ بلوچستان بھر میں بلوچستان کانٹینیلری کے زونل ہیڈ کوارٹر ڈویژنل سطح پر قائم ہے جبکہ رخشان ڈویژن کو قائم ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن تاحال وہاں زونل ہیڈ کوارٹر کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان کانٹینیلری BC کا زونل ہیڈ کوارٹر خاران میں فی الفور قائم کرنے کو یقینی بنایا جائے۔
- جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 116 پیش ہوئی۔
- جناب چیئر مین: آیا قرارداد نمبر 116 منظور کی جائے؟
- جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 116 منظور ہوئی۔
- جناب چیئر مین: میرزا بدعلی ریکی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 117 پیش کریں۔
- میرزا بدعلی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قرارداد نمبر 117۔ ہر گاہ کہ صوبہ میں ماہ جولائی 2021ء کے دروان ہونے والی مون سون بارشوں کے نتیجے میں تقریباً تمام اضلاع بالخصوص ضلع واشک میں نہ صرف کھڑی فصلیں تباہ ہوئیں بلکہ مکانات منہدم اور مال و مویشی پانی میں بہہ گئے ہیں اس طرح ایک بڑے پیمانے پر جانی اور مالی نقصانات رونما ہوئے ہیں۔
- لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ حالیہ بارشوں کے نتیجے میں متاثر ہونے والے اضلاع کو آفت زدہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے ایک خصوصی گرانٹ کا اعلان بھی کرے تاکہ متاثرہ اضلاع کے عوام اور زمینداروں کے جانی و مالی نقصانات کا ازالہ ممکن ہو سکے۔
- جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 117 پیش ہوئی۔
- جناب چیئر مین: آیا قرارداد نمبر 117 منظور کی جائے؟۔
- جناب چیئر مین: قرارداد نمبر 117 منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: آپ سب کا شکریہ، اب اسمبلی اجلاس بروز سوموار مورخہ 09 اگست 2021ء بوقت
سہ پہر 4 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 09 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆